

# اسماء و صفایہ پر ایک نظر

تالیف

شیخ الاسلام، محقق جلیل، امام محمد زاہد الکوثری

سوپر سٹی و ملا حظہ

بحر العلوم، محدث کبیر حضرت مولانا نعمت اللہ اعظمی مدظلہ

مترجم بخشی

محمد انوار خان قاسمی بستیوی

Shoaib ikram Hayati



امام کوثریؒ سیریز نمبر: ۶

# اسماء و صفات پر ایک نظر

تالیف

شیخ الاسلام، محقق جلیل، امام محمد زاہد الکوثریؒ  
ولادت: ۱۲۹۶ ہجری، ۱۸۷۹ عیسوی، وفات: ۱۳۷۱ ہجری، ۱۹۵۲ عیسوی

مترجم و محشی

محمد انوار خان قاسمی بستوی

(ڈائریکٹر انڈو عرب ملٹی لنگول سر دسز، وائیڈیٹر اسلامک لٹریچر ریویو)

Published by  
**Islamic Research and Education Trust**

Shahre Tayyib, Behind Eidgah, Deoband, India, Pin: 247554, Website:  
[www.deobandcenter.com](http://www.deobandcenter.com), Email: [deobandcenter@gmail.com](mailto:deobandcenter@gmail.com), Cell: +91 888 111 5518

In association with

**Maktaba Sautul Qur'an**

Madani Market, Near Darul Uloom, Deoband, 247554,  
Email: [faizulhasanazmi@gmail.com](mailto:faizulhasanazmi@gmail.com)

## کتاب کے جملہ حقوق محفوظ ہیں

اسماء و صفات پر ایک نظر	نام کتاب:
شیخ الاسلام، محقق جلیل، امام محمد زاہد الکوثریؒ	تالیف:
محمد انوار خان قاسمی بستوی	مترجم و محشی:
anwarkhanqasmi@gmail.com	ایمیل:
۵۶	صفحات:
۱۱۰۰	تعداد:
۴۰ روپے	قیمت:
فیض الحسن اعظمی	باہتمام:
مارچ ۲۰۱۵ء ۱۴۳۶ھ	سن اشاعت:
انڈیا عرب ملٹی لنگول سروس، شہر طیب، عقب عید گاہ،	کمپوزنگ:
دیوبند، موبائل: 888 111 5518	

## ناشر

### اسلامک ریسرچ اینڈ ایجوکیشن ٹرسٹ

قاسم پورہ روڈ، شہر طیب، عقب عید گاہ، دیوبند، ٹیلیفون: 01336 222 557

مع اشتراک

مکتبہ صوت القرآن، دیوبند، ضلع سہارنپور، یوپی، موبائل: 93589 11053

## ملنے کے پتے

مکتبہ امام کوثریؒ، قاسم پورہ روڈ، شہر طیب، عقب عید گاہ، دیوبند، موبائل: 74177 21171

مکتبہ صوت القرآن، مدنی مارکیٹ، نزد دارالعلوم، دیوبند، موبائل: 93589 11053

دیوبند اسلامک سینٹر، قاسم پورہ روڈ، شہر طیب، عقب عید گاہ، دیوبند، موبائل: 888 111 5518



## فہرست

صفحہ نمبر	عنوان
۵	◀ حرفِ آغاز
۱۳	◀ تمہید
۱۴	◀ حماد بن سلمہؒ پر ایک نظر
۱۸	◀ نعیم بن حمادؒ
۲۱	◀ باطل عقائد پر مشتمل چند کتابیں
۲۴	◀ مشہور مجسم عثمان بن سعید دارمیؒ
۲۶	◀ عقل و نقل
۲۷	◀ الأسماء والصفات: ایک شاندار علمی کارنامہ
۲۸	◀ امام بیہقیؒ پر ایک نظر
۲۸	◀ امام بیہقیؒ کے مشائخ
۳۱	◀ امام بیہقیؒ کی تصانیف
۳۲	◀ مؤرخ یافعیؒ کا بیان
۳۲	◀ علامہ تاج الدین سبکیؒ
۳۴	◀ حافظ عبدالقادر قرشیؒ کا امام الحرمینؒ پر رد
۳۴	◀ مؤرخ ابن العمدؒ کی شہادت
۳۵	◀ بیہقیؒ کے بارے میں ابن خلکانؒ کی رائے
۳۵	◀ حافظ ابن عساکرؒ کی شہادت



- ۳۶ \_\_\_\_\_ ◀ بیہقیؒ کی تصانیف کی خصوصیات
- ۳۹ \_\_\_\_\_ ◀ امام بیہقیؒ کی کتاب معرفۃ السنن والآثار
- ۴۰ \_\_\_\_\_ ◀ بیہقیؒ کی کتاب دلائل النبوة
- ۴۱ \_\_\_\_\_ ◀ مناقب احمد
- ۴۲ \_\_\_\_\_ ◀ امام احمد بن حنبلؒ سے تاویل کا ثبوت
- ۴۲ \_\_\_\_\_ ◀ امام احمد بن حنبلؒ اور تجسیم کی نفی
- ۴۳ \_\_\_\_\_ ◀ اللہ کے آسمان میں ہونے کا عقیدہ
- \_\_\_\_\_ ◀ ابو حنیفہؒ، مالکؒ اور شافعیؒ کی جانب
- ۴۴ \_\_\_\_\_ ◀ بے بنیاد عقائد کی نسبت
- \_\_\_\_\_ ◀ امام المتکلمین والمناظرین ابو عبد اللہ
- ۴۵ \_\_\_\_\_ ◀ سین بن حسن حلیمی بخاریؒ
- ۴۶ \_\_\_\_\_ ◀ امام ابو سلیمان خطابیؒ
- ۴۷ \_\_\_\_\_ ◀ متکلم اسلام امام ابو بکر بن فورکؒ
- ۴۹ \_\_\_\_\_ ◀ غریب الحدیث پر ایک نظر
- ۵۴ \_\_\_\_\_ ◀ فہرست مراجع



## حرفِ آغاز

اسماء و صفات، توحید و عقیدہ اور اصول الدین کے موضوع پر علماء کے درمیان شاید سب سے زیادہ اختلاف رہا ہے۔ یہی وہ موضوع ہے جس نے ہمیشہ کے لیے ظاہر پرست محدثین اور اربابِ نظر و استدلال کو دو کیمپوں میں تقسیم کر دیا جس کی وجہ سے امت میں تکفیر و تضلیل کا سلسلہ چل پڑا۔ شاید یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ محدثین ہی نے اس مسئلہ کو سب سے زیادہ کسبھیر بنایا، اور مخالفین پر تاویل کی وجہ سے ایسے طعنے کئے جسے پڑھ کر ایک سنجیدہ انسان کی پیشانی شرم سے جھک جاتی ہے۔ محدثین کا وہ گروہ جو فقہ و نظر سے دور تھا اس نے صدیوں سے اعتقادی اور فکری طور پر اسلامی وحدت اور بقاء باہمی کو شدید نقصان پہونچایا جس کی تلافی بظاہر ممکن نظر نہیں آتی۔

ظاہر پرست محدثین اور تاویل و تنزیہ کے قائل علماء یعنی اشاعرہ و ماتریدیہ میں بنیادی اختلاف اس موضوع پر رہا ہے کہ خدا کی صفات میں تاویل جائز ہے یا نہیں۔ کیا قرآن و سنت میں خدا کے بارے میں وارد صفات کو علیٰ حالہ رکھا جائے گا یا اگر لسانِ عرب میں گنجائش ہے تو اس کی معقول اور مناسب تاویل و توجیہ کی جائے گی۔ مجسمہ، محدثین کی ایک بڑی جماعت اور جمہورِ حنابلہ تاویل کو حرام قرار دیتے ہیں اور اسے الحاد، اور تعطیل کا نام دیتے ہیں جبکہ اشاعرہ اور ماتریدیہ مناسب اور جائز حد تک تاویل کے قائل ہیں۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو یہ محدثین کی بہت بڑی اصولی غلطی اور اعتقادی لغزش ہے۔ قرآن و سنت میں بعض مقامات ایسے ہیں کہ اگر ہم ان جگہوں پر تاویل و تنزیہ کا سہارا نہ



لیں اور ان کلمات کو اپنے ظاہر پر چھوڑ دیں، تو نعوذ باللہ ہمارا ایمان تک خطرہ میں آجائے گا اور ہمارا یہ رویہ کفر تک کو مستلزم ہو سکتا ہے۔ اس لیے مناسب تاویل سے اعراض اور کلی جمود اختیار کرنا بسا اوقات شرعی اور اعتقادی طور پر انتہائی مضر ہو سکتا ہے۔ چنانچہ توسط و اعتدال کے دائرہ میں رہتے ہوئے اسلاف کے نہج کی اتباع کرتے ہوئے معقول حد تک تاویل کی گنجائش بہر حال موجود ہے۔

مثال کے طور پر قرآن و حدیث میں ضحک، نسیان، مرض، جوع، اور مکر وغیرہ الفاظ اللہ کی جانب منسوب کئے گئے ہیں حالانکہ ہمیں اس بات پر یقین ہے کہ ہم ان صفات کو اللہ کی جانب ان کے ظاہری مفہوم میں منسوب نہیں کر سکتے ہیں۔ جو شخص بھی ان الفاظ کا اطلاق ذات بدی پر ان کے حقیقی معنوں میں کرے گا، اس کا ایمان تک خطرہ میں آجائے گا۔ مثلاً قرآن کی آیت ﴿فَالْيَوْمَ نَنْسَاهُمْ كَمَا نَسُوا﴾ [الأعراف: ۵۱] میں ہم اللہ کی جانب نسیان کا ظاہری اور متبادر معنی منسوب نہیں کر سکتے ورنہ خدا کی ذات میں تنقیص لازم آئے گی اور اللہ کی ذات میں اس طرح کی تنقیص کفر کو مستلزم ہے۔ امام ابن جریر طبریؒ لیبی تفسیر ج ۱۰ ص ۲۳ میں ﴿فَالْيَوْمَ نَنْسَاهُمْ كَمَا نَسُوا﴾ لِقَاءَ يَوْمِهِمْ هَذَا ﴿[الأعراف: ۵۱] کی تفسیر میں فرماتے ہیں: أَيُفِي هَذَا الْيَوْمَ، وَتِلْكَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، نَنْسَاهُمْ، يَقُولُ: نَنْسَاهُمْ فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ حَيَاةً عِطَاشًا بِغَيْرِ طَعَامٍ وَلَا شَرَابٍ، كَمَا تَرَكُوا الْعَمَلَ لِلْقَاءِ يَوْمِهِمْ هَذَا وَرَفَضُوا الْإِسْتِعْذَادَ لَهُ بِإِثْعَابِ أَعْدَائِهِمْ فِي طَاعَةِ اللَّهِ. وَقَدْ بَيَّنَّا مَعْنَى قَوْلِهِ: (نَنْسَاهُمْ) [الأعراف: ۵۱] بِشَوَاهِدِهِ فِيمَا مَضَى بِمَا أَغْنَى عَنْ إِعَادَتِهِ وَبَنَحُو الَّذِي قُلْنَا فِي ذَلِكَ قَالَ أَهْلُ التَّأْوِيلِ (یعنی قیامت کے دن ہم انھیں بھلا دیں گے جس کا مطلب ہے ہم انھیں بھوک اور پیاس کی حالت میں بغیر کھانے اور پانی کے رسوا کن عذاب میں چھوڑ دیں



گے، جیسا کہ ان لوگوں نے اس دن کے لیے عمل کو چھوڑ دیا تھا، اور اس کے لیے خدا کی اطاعت کر کے اپنے جسموں کو مشقت میں ڈال کر کوئی تیری نہیں کی اور ہم ﴿نَنْسَاهُمْ﴾ کا معنی تمام دلائل و شواہد کے ساتھ پیچھے بیان کر چکے ہیں اور اب دوبارہ اس کے اعادہ کی کوئی ضرورت نہیں رہی۔ ہم نے اس کا معنی جس طرح سے بیان کیا ہے اسی طرح سے دیگر اہل تاویل علماء نے بھی اس کا معنی بیان کیا ہے۔

اسی طرح سے امام بیہقیؒ نے الأسماء والصفات ص ۲۹۸ پر ذکر کیا ہے کہ حدیث میں جہاں ضحک کا ذکر آیا ہے اس کے بدلے میں فربریؒ نے محمد بن اسماعیل بخاریؒ سے روایت کیا ہے کہ اس جگہ ضحک سے مراد رحمت ہے۔ اس طرح کی اور متعدد نصوص متقدمین ائمہ سے منقول ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ کبار علماء سلف نے تاویل کا سہارا لیا ہے اور تاویل بعض مقامات پر مطلوب و مستحسن ہی نہیں؛ بلکہ واجب بھی ہو جاتی ہے۔

یہاں چند باتوں پر غور کرنا انتہائی ضروری ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ امام ابن جریر طبریؒ اور امام بخاریؒ دونوں ہی کا شمار اسلام کے کبار علماء، فقہاء، مفسرین، محدثین، اور مجتہدین میں ہوتا ہے۔ اور ان دونوں حضرات کا شمار یقیناً اس امت کے سلف صالح میں ہے۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ ابن جریر طبریؒ نے مذکورہ آیت میں نسیان کی تاویل کی ہے اور امام بخاریؒ نے ضحک کو رحمت پر محمول کیا ہے اور اس کو ظاہر پر قطعاً محمول نہیں کیا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ امام ابن جریر طبریؒ آخر میں یہ فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں دیگر علماء نے بھی یہی تاویل کی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اکابر سلف اس تاویل کے قائل تھے اور اس طرح کی آیت میں مناسب تاویل کا سہارا لیتے تھے اور ذاتِ باری کی ایسی صفات سے تنزیہ کرتے تھے جو ذاتِ مقدسہ کے شایانِ شان نہیں ہیں۔



لیکن ظاہر پرست محدثین، جمہور حنابلہ، حشویہ، مجسمہ اور مشبہہ کا اصرار ہے کہ قرآن و حدیث کے تمام الفاظ کے ظواہر ہی کو اختیار کیا جائے گا۔ یہ حضرات بلا تفریق و امتیاز ہر طرح کی تاویل اور مجاز کے منکر ہیں۔ اس گروہ کا دعویٰ ہے کہ سلف اور علماء سابقین اللہ کی جانب منسوب مفردات اور کلمات میں تاویل کے منکر تھے، حالانکہ ان حضرات کا یہ نظریہ سرے سے باطل ہے، اور امام ابن جریر طبریؒ اور اسی طرح سے امام بخاریؒ سے منقول کلام سے ان حضرات کی پر زور تردید ہو جاتی ہے، اور ان کا دعویٰ سرے سے بے بنیاد ثابت ہو جاتا ہے۔

اس مختصر تفصیل سے اس بات کا اندازہ لگانا کافی آسان ہو جاتا ہے کہ سلف کے یہاں تاویل کا رواج تھا۔ یہ حضرات مجاز اور تاویل کے قائل تھے۔ یہ اور بات ہے کہ ان حضرات کے یہاں جہمیہ اور معتزلہ کے برخلاف صرف انہیں چیزوں میں تاویل کی گنجائش تھی جو لسانِ عرب میں معقول ہوتیں اور شریعت میں جس حد تک گنجائش ہوتی۔

یہ رسالہ الاسماء والصفات پر امام کوثریؒ کا مقدمہ ہے جو مصر سے امام کوثریؒ کی تعلیقات کے ساتھ شائع ہوا تھا۔ اس مقدمہ میں امام کوثریؒ نے امام بیہقیؒ کا ایک جامع ترجمہ پیش کیا ہے اور اس کتاب کی اہمیت نیز علم عقیدہ سے متعلق سرسری طور پر چند نہایت اہم موضوعات کی جانب اشارہ فرمایا ہے۔ اس رسالہ میں امام کوثریؒ نے بعض قدیم اتباعِ سلف کے دعویداروں اور ان کی چند ان کتابوں کا ذکر کیا ہے جو باطل قسم کے عقائد، بے بنیاد دینی مسائل، احادیثِ واہیہ، منکرات و موضوعات اور غرائب و اسرارِ کلیات سے بھری ہیں اور بہت سارے لوگوں نے ان حدیثوں کو ثابت شدہ تسلیم کر کے انہیں اپنے عقیدہ کا جزو بنا لیا ہے۔ اسی طرح سے امام کوثریؒ نے رسالہ کے آغاز



میں حماد بن سلمہؒ کی مرویات پر خاص طور پر کلام کیا ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حماد بن سلمہؒ کی ضعیف العمری اور عائلی زندگی کی پریشانیوں کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کے متنبی نے ان کی کتابوں اور مرویات میں حذف و اضافہ کیا اور خاص طور پر تشبیہ و تجسیم سے متعلق انتہائی کمزور اور منکر قسم کی روایات داخل کر دیں جس کا حماد بن سلمہؒ کو تنبیہ نہ ہو سکا اور موصوف نے انھیں اپنے تلامذہ کے سامنے نقل بھی کر دیا اور اس طرح صفاتِ باری کی متعدد موضوع احادیث محدثین کی صفات کے موضوع پر لکھی گئی کتابوں کا اہم حصہ بن گئیں اور نسل در نسل یہ احادیث منتقل ہوتی رہیں۔

امام بیہقیؒ کی کتاب الأسماء و الصفات کو علماء اشاعرہ اور ماتریدیہ کے یہاں بڑی اہمیت حاصل رہی ہے کیوں کہ امام بیہقیؒ نے اس رسالہ میں ان نام نہاد محدثین پر کڑی تنقید کی ہے جنہوں نے تجسیم کے لبادہ میں سلف کے فکری منہج کی نمائندگی اور تفہیم کا دعویٰ کیا ہے۔ نیز اس کتاب نے اشاعرہ اور ماتریدیہ کے منہج کے بدلے میں یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ ان کا مذہب تنزیہ و تاویل: اہل نظر محدثین کے یہاں بھی صدیوں سے متداول رہا ہے، اور یہ کوئی نئی بدعت نہیں ہے جسے اشاعرہ اور ماتریدیہ نے وضع کیا ہو، جیسا کہ بہت سے محدثین اور ابن تیمیہؒ کے متبعین اور سلفی حضرات باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ سلف میں حدیث سے اشتغال رکھنے والوں کی ایک بڑی جماعت پائی جاتی رہی ہے جو اشعریت کے متبع اور علمبردار تھی۔

اسی طرح سے امام کوثریؒ نے اس مقدمہ میں امام احمدؒ وغیرہ کے حوالہ سے بھی تاویل کے جواز کو نقل کیا ہے۔ حنابلہ اور محدثین اپنے اعتقادی مسائل میں امام احمدؒ ہی کو اپنا پیشوا اور مقتدا گردانتے ہیں۔ گویا ہر طرح کے حق و باطل کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے اس جماعت کی نظر میں سب سے اہم امام احمدؒ کی رائے ہوتی ہے۔ سلف کی جانب



منسوب کر کے یا اپنے آپ کو سلفی کہہ کر عموماً یہ حضرات امام احمدؒ کے اس منہج کی اتباع کا اپنے آپ کو علمبردار قرار دیتے ہیں جس میں کسی بھی طرح کے تاویل کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی ہے۔ لیکن کیا واقعی امام احمدؒ کا مسلک یہی تھا کہ اللہ کی کسی بھی صفت میں تاویل نہیں کی جائے گی؟ یہ بات اشاعرہ اور ماتریدیہ کے یہاں شروع سے محل نظر رہی ہے کیونکہ امام احمدؒ نے متعدد مقامات پر صفاتِ بدی کی مناسب تاویل کی ہے جس کا انکار کرنا سراسر ہٹ دھرمی ہے۔

اس رسالہ میں امام کوثریؒ کبھی ایک متکلم، کبھی ایک ماہرِ جرح و تعدیل، اور کبھی ایک مؤرخ اور اچانک ایک محدث کا روپ دھار لیتے ہیں، اور یہ تقریباً امام کوثریؒ کے تمام رسائل، مقدمات، حواشی و تعلیقات، اور تصنیفات و تالیفات کا خاصہ اور نمایاں امتیاز ہے اور یہی وہ حیرت انگیز علمی جامعیت ہے جو امام کوثریؒ کو دیگر علماء اسلام سے ممتاز کرتی ہے۔

آپ رسالہ پڑھتے جائیں گے اور علوم کوثریہ سے محفوظ ہوتے جائیں گے، اور آخر میں آپ کو اس رسالہ سے کچھ ایسے علمی فوائد حاصل ہوں گے جسے شاید آپ اپنی علمی زندگی میں کبھی فراموش نہ کر سکیں۔ اس رسالہ کو پڑھ کر متعدد علمی اور اعتقادی امور میں آپ کے نظریات بدل جائیں گے، اور آپ کو بعض مسائل کے بدے میں سوچنے کے لیے ایک نئی راہ ہموار ہوتی ہوئی نظر آئے گی۔ امام کوثریؒ نے اس موضوع پر بہت کچھ لکھا ہے جسے ہم ان شاء اللہ حسب استطاعت قدنین کے سامنے پیش کرتے رہیں گے۔ چونکہ اس موضوع پر امام کوثریؒ کا سب سے مختصر رسالہ یہی مقدمہ تھا اس لیے احقر نے اختصار کی وجہ سے اس مقدمہ کو سب سے پہلے قدنین کی خدمت میں پیش کرنے کا ارادہ کیا۔



قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس ناچیز نے اس رسالہ میں متعدد مقامات پر حواشی کا اہتمام کیا ہے۔ یہ حواشی عام طور پر امام کوثریؒ کے کلام کی تفصیل اور تشریح ہیں، اور امید ہے کہ یہ اس کتاب کے مقاصد کی تکمیل میں معاون ثابت ہوں گی۔ اسی طرح سے احقر نے غریب الحدیث کے عنوان سے اس کتاب کے آخر میں ایک مختصر مضمون بھی ملحق کر دیا ہے کیوں کہ ایک جگہ امام کوثریؒ کے رسالہ میں اس لفظ کا ذکر آیا ہے، اور جب احقر نے اس اصطلاح کی تفصیل کے لیے اس پر حاشیہ لگانا شروع کیا، تو کافی طول اختیار کر گیا، جو باضابطہ ایک مضمون بن گیا۔ یہ مختصر مضمون دراصل اسی طویل مضمون کی تلخیص ہے۔ بہت سے علماء اور طلبہ ممکن ہے غریب الحدیث کی اصطلاح سے اچھی طرح واقف نہ ہوں اس لیے احقر نے بالتفصیل اس موضوع کو تدبیر کے آئینہ میں ذکر کیا ہے۔ اسی طرح سے قدنین کی سہولت کی غرض سے اس رسالہ کے سارے ذیلی عناوین خود اس حقیر نے لگائے ہیں، ورنہ امام کوثریؒ کا مقدمہ ایک باتسلسل اور بے عنوان مضمون کی شکل میں تھا۔

ناچیز، استاذ معظم، محدث کبیر، بحر العلوم، حضرت مولانا نعمت اللہ اعظمی — اطال اللہ بقائہ — کا شکر گزار ہے کہ حضرت والا احقر کے ذریعہ ترجمہ کردہ ان علمی کاموں اور حاشیوں پر ناقدانہ نظر ڈال رہے ہیں اور اپنے گرانمایہ مشوروں اور افادات سے حقیر کی کاوشوں کو مالا مال فرما رہے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ رب العزت حضرت کا سایہ ہم پر تادیر قائم رکھے تاکہ ہم سب آپ کے علمی افادات سے زیادہ سے زیادہ مستفیض ہو سکیں۔

اسی طرح سے احقر عزیزم محمد سعدان دیوبندی کا شکر گزار ہے جنہوں نے پروف ریڈنگ کے ذریعہ اس رسالہ کو کمپوزنگ کی اغلاط سے پاک کرنے میں حتی المقدور کوشش کی۔



اللہ موصوف کو علمی اور عملی ترقیات سے نوازے۔

آخر میں امید ہے کہ یہ رسالہ اہل علم حضرات کے لیے ایک گرانمایہ تحفہ ثابت ہوگا اور مختلف پہلوؤں سے علماء اور طلبہ سب کے لیے نافع ثابت ہوگا۔ اس کے بعد امام کوثریؒ کے شائع کئے جانے والے مترجم رسائل مندرجہ ذیل ہیں:

- امام کوثریؒ اہل علم کی نظر میں (پانچ مضامین کا مجموعہ)
- فقہ و حدیث میں علماء احناف کا مقام
- اسلام مخالف سازشیں — ایک تدریجی جائزہ
- طلاق ثلاث
- حیاتِ امام ابو یوسفؒ
- حیاتِ امام محمد بن الحسن شیبانیؒ
- حیاتِ امام زفرؒ
- حیاتِ حسن بن زیادؒ و محمد بن شجاعؒ ظلمی
- حیاتِ امام طحاویؒ
- حیاتِ امام بدرالدین عینیؒ
- امام ابو حنیفہؒ پر کئے گئے اعتراضات کے جوابات (یعنی تہیب الخطیب)
- مقالاتِ کوثریؒ

محمد انوار خان، دیوبند

۳۱ جنوری ۲۰۱۵ء



## تمہید

اربابِ علم و فضل کی نظر میں حدیث اور روایت سے اشتغال رکھنے والوں کا نہایت بلند مقام ہے۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ بہت سے ایسے محدثین گذرے ہیں جنہوں نے اپنی اصل حیثیت اور اپنے علمی تخصص سے ہٹ کر ایسے فنون میں تصنیف و تالیف اور دخل اندازی شروع کر دی جس کے وہ ماہر نہ تھے<sup>(۱)</sup>، جس کی بنا پر ایسے محدثین اپنے

(۱) محدثین سے جو سب سے بڑی غلطی سرزد ہوئی ہے وہ ہے ان کی عقائد اور علم اصول الدین میں دخل اندازی۔ اس مسئلہ کو متکلمین اسلام کے حوالہ کرنے کے بجائے محدثین نے خود اس میں مداخلت شروع کر دی جس کی وجہ سے ان کی ایک جماعت تجسیم و تشبیہ کی مرتکب ہو گئی۔ اگر ان حضرات نے روایت حدیث اور اس کے مختلف پہلوؤں تک ہی اپنے آپ کو محصور رکھا ہوتا، تو بہت اچھا ہوتا اور آج عقیدہ اور اتباع سنت کے نام پر ان حضرات نے جو تصنیفیں کی ہیں، اور ان کتابوں میں علماء کی ایک بڑی جماعت کی جو تکفیر و تضلیل کی ہے وہ سب کچھ دیکھنے کو نہ ملتا۔ ہر فن میں صرف اس فن کے ماہرین ہی کی رائے قابل تسلیم ہوتی ہے۔

اسی قبیل سے محدثین کا فقہاء، اصحاب الراي، اور علماء نظر پر طعن و تشنیع ہے۔ چوں کہ فقہاء دقیق الفہم، ثاقب النظر اور لطیف الاستدلال ہوتے ہیں، اس لیے بہت دفعہ ان حضرات کے دقیق اجتہادات اور استنباطات محدثین پر اچھی طرح سے واضح نہیں ہو پاتے، اور پھر محدثین ان حضرات کو اپنی جرح کا نشانہ بنانے لگتے ہیں۔

محدثین کے بارے میں ایک انتہائی اہم وضاحت یہ ہے کہ اشاعرہ اور ماتریدیہ ان محدثین کو ہدف تنقید نہیں بنانا چاہتے ہیں جو تاویل کے قائل تھے جیسے ابن جریر طبری، امام بخاری، امام بیہقی، ابو نعیم اصفہانی، امام نووی، اور ابن حجر عسقلانی وغیرہ۔ بلکہ ہمارے علماء ان اہل حدیث حضرات پر اعتراض کرتے ہیں جو جائز حد تک تاویل و تنزیہ کے قائل نہ تھے اور ایسا کرنے



گروہ کے لیے باعثِ عار بن گئے، اور اپنے ہمنواؤں اور مقلدین کے لیے بڑی حد تک نقصان دہ ثابت ہوئے۔ اسماء و صفات کے موضوع پر تصنیف کرنے والے اکثر محدثین اسی منہج پر قائم تھے۔

### حماد بن سلمہ پر ایک نظر

خدا کی صفات کے بارے میں حماد بن سلمہ کے طریق سے روایت کردہ بہت سی احادیث وہی تباہی قسم کی روایات پر مشتمل ہیں جس کو محدثین نے طبقہ در طبقہ بکثرت اپنی روایات کا حصہ بنالیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حماد بن سلمہ نے تقریباً ایک سو شواہد کیں<sup>(۲)</sup>؛ لیکن اس کے باوجود آپ اولاد کی نعمت سے باریاب نہ ہو سکے۔ شادی

والوں پر اعتزال و جمیت، اور نفی و تعطیل کا الزام لگاتے تھے جیسے عثمان بن سعید داری، ابو اسماعیل ہروی، ابن مندہ، ابن خزیمہ، عبد اللہ بن احمد، ابن بطہ، ابن تیمیہ اور ابن القیم وغیرہ۔ (۲) حماد بن سلمہ کے بارے میں کافی کلام ہے۔ حماد بن سلمہ کے علم و فضل، زہد و ورع، تقویٰ اور تجربہ علمی کے بارے میں شاید کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ حافظ ابوالحجاج مزی نے تہذیب الکمال میں ج ۷ ص ۲۶۵ پر کچھ روایتیں نقل کی ہیں جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حماد بن سلمہ کا مقام کس قدر بلند تھا۔ مزی نے موسیٰ بن اسماعیل کا قول نقل کیا ہے: لو قلت لکم: انی ما رأیت حماد بن سلمة ضاحکا قط صدقتکم، کان مشغولا بنفسه إماما أن يحدث وإماما أن یصلی، وإماما أن یقرأ، وإماما أن یسبح، کان قد قسم النهار علی هذه الأعمال. وعن عبد الرحمن بن مہدی: لو قیل لحماد بن سلمة: إنک تموت غدا ما قدر أن یزید فی العمل شیئا. وقال یونس بن محمد المؤدب: مات حماد بن سلمة فی المسجد وهو یصلی. (اگر میں آپ حضرات سے یہ کہہ دوں کہ میں نے حماد بن سلمہ کو کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا، تو یہ غلط نہیں ہوگا۔ آپ اپنے کاموں میں لگے رہتے: یا تو حدیث بیان کرنے میں منہمک ہوتے، یا نماز پڑھتے، یا قرآن کی تلاوت کرتے، اور یا تو تسبیح و ذکر میں لگے رہتے۔ آپ نے دن کے اوقات کو انہیں کاموں کے لیے مختص کر دیا تھا۔ اور



عبدالرحمن بن مہدیؒ فرماتے ہیں: اگر حماد بن سلمہؒ سے یہ کہہ دیا جاتا کہ کل موت آپ کو اچک لے گی، تو اس کے باوجود وہ کوئی نیک کام زیادہ نہیں کر سکتے تھے { کیوں کہ پہلے ہی سے موصوف نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ خیر کے لیے وقف کر رکھا تھا جس میں کسی اضافہ کی کوئی گنجائش نہیں تھی }۔ یونس بن محمد المودبؒ فرماتے ہیں: حماد بن سلمہؒ کی وفات مسجد میں نماز ادا کرتے ہوئی۔ یہی نہیں بلکہ حماد بن سلمہؒ کو اپنے زمانہ میں ابدال میں شمار کیا جاتا تھا۔ امام مزنیؒ نے اسی کتاب میں ج ۷ ص ۲۶۴ میں شہاب بن معمر بلخیؒ کا قول نقل کیا ہے کہ: کان حماد بن سلمة يعد من الأبدال، وعلامة الأبدال أن لا يولد لهم، تزوج سبعين امرأة فلم يولد لهم (حماد بن سلمہؒ کا شمار ابدال میں کیا جاتا تھا، اور ابدال کی علامت یہ ہوتی ہے کہ انھیں اولاد نہیں ہوتی۔ موصوف نے ستر عورتوں سے شادی کی، اس کے باوجود آپ کو کوئی اولاد نہ ہوئی۔) علامہ بدر الدین عینیؒ نے بھی اس عبارت کو بخاری کی شرح میں ج ۲ ص ۴۱۴ پر اسی طرح ذکر کیا ہے اور یہ اضافہ کیا ہے کہ: وقيل فضل حماد بن سلمة بن دينار على حماد بن زيد بن درهم كفضل الدينار على الدرهم (اور بعض حضرات کا قول ہے کہ حماد بن سلمہ بن دينارؒ کو حماد بن زيد بن درهمؒ پر اتنی ہی فضیلت حاصل ہے جتنی دینار کو درہم پر۔) لیکن یاد رہے حماد بن سلمہؒ کو جو فضیلت حماد بن زيدؒ پر حاصل ہے اس کا تعلق مجموعی طور پر علم و تقویٰ سے ہے، ورنہ اگر صرف فن حدیث کو دیکھا جائے تو اس میں حماد بن زيدؒ حماد بن سلمہؒ پر فائق ہو جاتے ہیں۔ کچھ تو کثرت نکاح اور کچھ موصوف کے دور بیویوں کی وجہ سے موصوف کی حدیثوں میں منکرات در آئیں، اور یہی وجہ ہے کہ علامہ کوثریؒ نے حماد بن سلمہؒ کی روایات کو یہاں ضعیف اور ناقابل استدلال قرار دیا ہے۔ حماد بن سلمہؒ کی احادیث کے بارے میں متقدمین میں اختلاف رہا ہے۔ مثلاً ابن حبانؒ اور دیگر محدثین نے موصوف کو ثقہ اور حجة گردانا ہے جب کہ امام بخاریؒ نے موصوف کی روایتوں سے گریز کیا ہے۔ ابن حبانؒ امام بخاریؒ پر بلوغ انداز میں رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ولم ينصف من جانب حديثه، واحتج بأبي بكر بن عياش في كتابه، وبابن أخي الزهري، وبعبد الرحمن بن عبد الله بن دينار. فإن كان تركه إياه لما كان يخطئ، فغيره من أقرانه مثل الثوري، وشعبة، وذويهما كانوا يخطئون، فإن زعم أن خطاه قد كثر من تغير حفظه فقد كان ذلك في أبي بكر بن



کی اس کثرت نے انجام کار حماد بن سلمہؒ پر اپنا رنگ ظاہر ہی کر کے چھوڑا۔ آخر کار حماد بن سلمہؒ کا مقام محدثین کی نظر میں گر گیا، اور ثابت بنائی کے علاوہ دیگر محدثین کی

عیاش موجودا، وانی يبلغ أبو بكر حماد بن سلمة؟! ولم يكن من أقران حماد بن سلمة بالبصرة مثله في الفضل، والدين، والنسك، والعلم، والكتابة، والجمع، والصلابة في السنة، والقمع لأهل البدع، ولم يكن يتلبه في أيامه إلا معتزلي قدري، أو مبتدع جهمي، لما كان يظهر من السنن الصحيحة التي ينكرها المعتزلة، وانی يبلغ أبو بكر بن عياش حماد بن سلمة في إتقانه، أم في جمعه، أم في علمه، أم في ضبطه؟ تهذيب الكمال ج ۷ ص ۲۶۷ (جس شخص نے موصوف کی احادیث سے گریز کیا ہے، اور اپنی کتاب میں ابو بکر بن عیاشؒ، ابن اخی الزہریؒ، اور عبدالرحمن بن عبد اللہ بن دینارؒ جیسے راویوں سے احتجاج کیا ہے، اس نے انصاف سے کام نہیں لیا ہے۔ اگر اس شخص نے حمادؒ کو اس لیے ترک کیا کیوں کہ حمادؒ روایت میں غلطی کرتے تھے، تو یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے کیوں کہ غلطیاں تو ان کے معاصرین جیسے ثوریؒ اور شعبہؒ وغیرہ سے بھی ہوئی ہیں۔ اور اگر یہ شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ حمادؒ سے تغیر حفظ کی بنا پر کثرت سے غلطیاں سرزد ہونے لگیں، تو پھر یہ چیز تو ابو بکر بن عیاشؒ میں بھی موجود تھی۔ ابو بکر بن عیاشؒ حماد بن سلمہؒ کے مقام کو کہاں پہنچ سکتے ہیں؟ حماد بن سلمہؒ کے معاصرین میں بصرہ میں علم و فضل، تدین و تقویٰ، کتابت و جمع حدیث، تصلب فی السنۃ، اور اہل بدع کا قلع قمع کرنے میں آپ کی نظیر کوئی نہ تھا۔ آپ کے دور میں معتزلی، قدری، اور جہمی مبتدعہ کے علاوہ آپ پر کوئی اور انگلی نہیں اٹھاتا تھا کیوں کہ موصوف ان احادیث کو پھیلاتے رہتے تھے جن کا معتزلہ انکار کرتے رہتے تھے۔ ابو بکر بن عیاشؒ ضبط و اتقان، جمع حدیث اور علم میں حماد بن سلمہؒ کی برابری کہاں کر سکتے ہیں؟)

قابل تنبیہ بات یہ ہے کہ امام کوثریؒ نے یہاں فرمایا ہے کہ حماد بن سلمہؒ نے سوشلایاں کیں؛ لیکن احقر نے تقریباً بیس سے زائد جرح و تعدیل اور اسماء الرجال کی کتابوں میں اس کی تحقیق کی؛ لیکن مجھے تمام مصادر میں ستر شادیوں کا ہی ذکر ملا۔ ممکن ہے امام کوثریؒ نے حافظہ پر اعتماد کیا ہو، اور لکھتے وقت مراجعت نہ کی ہو اور اس طرح سے آپ سے یہ وہم سرزد ہوا ہو۔



روایات میں آپ کو حجۃ تسلیم نہیں کیا جاتا۔ چنانچہ اگر موصوف ثابت بنائی کے علاوہ کسی اور سے کوئی حدیث روایت کرتے ہیں، تو اپنی اصل مرویات اور اپنے ربیب ابن ابی العوجاء اور دوسرے ربیب زید معروف بہ ابن حماد کے ذریعہ آپ کی کتابوں میں دھوکہ سے ڈالی گئیں روایات کے درمیان آپ تمیز کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔ حالانکہ ابتداء میں محدثین کے درمیان حماد کا مقام نہایت بلند تھا، اور علم لغت میں آپ کو حجۃ تسلیم کیا جاتا تھا۔ لیکن بعد میں آپ کی ان باطل روایات کے ذریعہ بہت سارے سادہ لوح محدثین گمراہ ہو گئے۔

اگر قدیم احادیث موضوع کی مفصل کتابوں اور اسی طرح سے کتب رجال کا مطالعہ کریں، تو انھیں توحید و عقیدہ کے موضوع پر حماد بن سلمہ کی متعدد بے سرو پار وایتیں ملیں گی۔ بعض علماء نے حماد بن سلمہ کے دفاع کی ناکام کوشش کی ہے، حالانکہ اللہ کی شریعت اس بات کی زیادہ حق دار ہے کہ اس کا دفاع کیا جائے نہ کہ کسی ایک خاص شخص کا، خصوصاً اس صورت میں جب کہ حماد پر ایسے قطعی الزامات ثابت ہو چکے ہیں جس سے کسی بھی بہانہ جوئی کی کوئی گنجائش بالکل نہیں رہ جاتی۔



## نعیم بن حمادؒ

نعیم بن حمادؒ مروزی کی احادیث اور مرویات نے بھی یہی منفی کردار ادا کیا۔ نعیمؒ نے اس باب میں اس قدر غلو کیا کہ وہ اس کی وجہ سے تجسیم تک کا مرتکب ہو گیا۔ نعیمؒ (۳) کے

(۳) امام کوثریؒ اپنی معروف کتاب ثانیب الخطیب علی ما ساقہ فی ترجمۃ

ابی حنیفہ من الاکاذیب ص ۱۰۰ میں نعیم بن حمادؒ کے بارے میں فرماتے ہیں:  
ونعیم بن حماد معروف باختلاق مثالب ضد ابي حنيفة وكلام  
أهل الجرح فيه واسع الذيل ونكره غير واحد من كبار علماء  
أصول الدين في عداد المجسمة بل القائلين باللحم والدم وكان  
ربيہ ابن ابي مریم وكلام أهل الجرح فيه معلوم وهو أيضا  
كان ربيب مقاتل بن سليمان شيخ المجسمة (نعیم بن حماد ابو حنیفہ کے  
خلاف مثالب وضع کرنے میں شہرت رکھتا ہے۔ علماء جرح و تعدیل کا کلام اس کے بارے  
میں کافی طویل ہے۔ علم عقیدہ کے متعدد کبار ائمہ نے اسے مجسمہ کی فہرست میں ذکر کیا  
ہے؛ بلکہ یہ شخص خدا کو گوشت اور خون سے مرکب قرار دیتا تھا۔ اس کا ریب ابن ابی مریم  
تھا۔ علماء جرح و تعدیل کا کلام اس کے بارے میں معروف ہے۔ ابن ابی مریم شیخ المجسمہ  
مقاتل بن سلیمان کا بھی ریب تھا۔)

نعیم ابن حمادؒ کا شہر قدیم مجسمہ میں ہوتا ہے۔ نعیمؒ امام بخاریؒ کا شیخ تھا اور شاید سب سے بڑا  
عترض اور سب سے خطرناک جرح نعیمؒ پر تجسیم کی ہے۔ خدا کی ذات کو خون اور گوشت  
سے مرکب مانتا تھا۔ تعالیٰ اللہ عن ذالک علوا کبیرا۔ نعیمؒ کا دوسرا بڑا جرم یہ تھا کہ فقہ الملہ امام  
اعظم ابو حنیفہؒ کے بارے میں مثالب وضع کرتا تھا اور امام صاحبؒ کی توہین کے لیے من  
گھڑت واقعات تراشا تھا۔ شاید یہی دونوں وجوہات ہیں جس کی وجہ سے خلافت عباسیہ کے  
مشہور خلیفہ مامونؒ کے دور میں نعیمؒ کو بڑے دردناک انجام سے گزرنا پڑا۔ خطیب بغدادیؒ



تاریخ بغداد ج ۱۵ ص ۳۰ پر فرماتے ہیں: مات نعیم بن حماد وکان مقیدا محبوسا لامتناعه من القول بخلق القرآن فجر باقیاده فالقی فی حفرة ولم یکفن ولم یصل علیه (نعیمؒ کی وفات اس حالت میں ہوئی جب کہ اسے خلق قرآن کا عقیدہ نہ رکھنے کی وجہ سے قید و بند میں محبوس کر دیا گیا تھا۔ بیڑیوں سمیت نعیمؒ کو گھسیٹ کر ایک گڑھے میں پھینک دیا گیا، اور کفن اور نماز جنازہ بھی نصیب نہ ہوئی۔)

نعیم بن حمادؒ کا ایک تیسرا جرم یہ تھا کہ اتباع سنت اور اپنے ذاتی عقائد و افکار کی تائید میں احادیث وضع کیا کرتا تھا۔ امام مزیؒ نے تہذیب الکمال ج ۲۹ ص ۷۶ پر ابو بشر دولابیؒ کا قول نقل کیا ہے کہ: کَانَ یُضَعُ الْحَدِیْثُ فِی تَقْوِیَةِ السَّنَةِ، وَحِکَایَاتٍ عَنِ الْعُلَمَاءِ فِی ثَلَبِ أَبِي حَنِیْفَةَ کَذِبَ (نعیمؒ سنت کی تقویت کے لیے احادیث وضع کیا کرتا تھا، اور امام ابو حنیفہؒ سے متعلق علماء سے جھوٹے واقعات نقل کیا کرتا تھا۔) اسی کتاب میں ج ۲۹ ص ۷۲ پر یہ ذکر کیا گیا ہے کہ اہل الرا۱ کی مخالفت میں نعیمؒ نے مندرجہ ذیل حدیث وضع کی: عَنْ النَّبِیِّ صَلَی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: تَقْتَرِقُ أُمَّتِیْ عَلَی بَضْعٍ وَسَبْعِیْنِ فِرْقَةٍ أَعْظَمُهَا فِتْنَةٌ عَلَی أُمَّتِیْ قَوْمٌ یَّقِیْسُونَ الْأُمُورَ بِرَأَیْہِمُ فِیَحْلُونَ الْحَرَامَ وَیَحْرَمُونَ الْحَلَالَ۔ (میری امت ستر سے زائد فرقوں میں بٹے گی ان میں سے میری امت کے لیے سب سے خطرناک فتنہ اس جماعت کا ہوگا جو مسائل میں اپنی رائے سے قیاس کریں گے، اور حرام کو حلال، اور حلال کو حرام بنادیں گے۔) حافظ خطیب بغدادیؒ فرماتے ہیں: وبهذا الحديث سقط نعیم بن حماد عند كثير من أهل العلم بالحديث۔ (اس حدیث کی وجہ سے نعیمؒ کا مقام بہت سے محدثین کی نظروں میں گر گیا۔) اسی طرح امام الجرح والتعديل حافظ ذہبیؒ نے نعیمؒ کے بارے میں سیر أعلام النبلاء ص ۵۹۵ ج ۱۰ پر اپنا فیصلہ سناتے ہوئے فرماتے ہیں: لا تَرُكَنَّ النَّفْسَ إِلَى رَوَايَاتِهِ۔ (نعیمؒ کی روایات سے دل مطمئن نہیں ہے۔)



شیخ مقاتل بن سلیمان<sup>(۴)</sup> کے یہاں بھی یہی خرابی پائی جاتی ہے۔ ان دونوں کی روایت کردہ احادیث کا بہت ہی منفی اثر رہا ہے۔ محدثین نے بلا فہم و بصیرت کے ان دونوں کی تقلید کی اور ان کی روایتوں کو اپنی کتابوں میں جگہ دی۔

(۴) مقاتل بن سلیمان کا شمار دوسری صدی ہجری میں تشبیہ و تجسیم کے باطل عقائد کی نشر و اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے لوگوں میں ہوتا ہے۔ بلکہ متعدد مؤرخین اور اربابِ مل و نحل نے اس شخص کو تجسیم و تشبیہ کا سب سے پہلا علمبردار قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ متعدد حفاظِ حدیث اور ائمہ جرح و تعدیل نے اس کو کذاب قرار دیا ہے۔ جہاں اسی دور میں جہم بن صفوان نے تنزیہ کو اس حد تک آگے بڑھایا کہ وہ تعطیل کے درجہ پر پہنچ گئے، وہیں مقاتل بن سلیمان نے اثباتِ صفات میں اس حد تک غلو کیا کہ وہ تشبیہ و تجسیم کے دلدل میں پھنس گئے۔ امام ابو حنیفہؒ نے جہم بن صفوان اور مقاتل بن سلیمان کے اس موقف کی شدید مخالفت کی تھی اور آپ کا مشہور تبصرہ نقل کیا جاتا ہے کہ: **أفرط جهم في نفي التشبيه حتى قال: إنه تعالى ليس بشيء وأفرط مقاتل- يعني في الإثبات- حتى جعله مثل خلقه.** (جہم نے تشبیہ کی نفی میں اس درجہ غلو کیا کہ انھوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ اللہ کچھ بھی نہیں ہے، اور مقاتل نے اثبات میں اس درجہ غلو کیا کہ انھوں نے اللہ کو اس کے مخلوق کے مماثل بنا دیا۔) میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۷۱۔ اسی طرح سے حافظ ذہبیؒ نے سیر أعلام النبلاء ج ۷ ص ۲۰۲ پر امام ابو حنیفہؒ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ: **أتانا من المشرق رأيان خبيثان: جهم معطل، ومقاتل مشبه.** (مشرق سے ہم تک دو خبیث عقائد پہنچے: جہم نے تعطیل کی بنیاد ڈالی جب کہ مقاتل نے تشبیہ کی۔)



## باطل عقائد پر مشتمل چند کتابیں

خشیش بن اصرمؓ کی الاستقامة<sup>(۵)</sup> اور عبد اللہ بن احمدؒ، ابو بکر خلیلؒ، ابو الشیخؒ، عتالؒ، ابو بکر بن عاصمؒ، اور طبرانیؒ کے ذریعہ السنۃ نام کی لکھی گئی کتابوں، اور حرب بن اسماعیل سیر جانیؒ کی دونوں کتابوں السنۃ و الجماعۃ اور الجامع، اور اسی طرح سے ابن خزیمہؒ اور ابن مندہؒ کی التوحید، حکم بن معبد خزاعیؒ کی کتاب الصفات، عثمان بن سعید دارمیؒ کی النقض، ابو بکر آجریؒ کی الشریعۃ، ابو نصر سجزیؒ اور ابن بطہؒ کی الإبانۃ، ابو یعلیٰ قاضیؒ کی إبطال التأویلات لأخبار الصفات، اور

(۵) الاستقامة مشہور حافظ حدیث خشیش بن اصرمؓ کی ہے۔ حافظ ذہبیؒ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۵۵۱ میں اس کتاب اور اس کے مصنف کے بارے میں فرماتے ہیں: خشیش بن اصرم الحافظ الحجة أبو عاصم النسائي مصنف كتاب الاستقامة يرد فيه على أهل البدع. مات بمصر في رمضان سنة ثلاث وخمسين ومائتين۔ (الاستقامة کے مصنف خشیش بن اصرمؓ حافظ و حجة ابو عاصم نسائیؒ کی کتاب کا موضوع المل بدع پر رد کرنا ہے۔ آپ کی وفات مصر میں ماہ رمضان میں دو سو تریپن (۲۵۳ھ) میں ہوئی۔) اسی طرح سے امام ذہبیؒ سیر أعلام النبلاء میں ج ۱۲ ص ۲۵۰ پر ابو عاصمؒ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: كان صاحب سنة واتباع، له رحلة واسعة إلى الحرمين ومصر والشام واليمن والعراق (موصوف صاحب سنت واتباع تھے، اور آپ نے حرمین شریفین، مصر، شام، یمن اور عراق کی جانب وسیع سفر کئے۔)



منازل السائرین<sup>(۶)</sup> کے مصنف ابو اسماعیل ہروی کی دونوں کتابوں ذم الکلام

(۶) اس کتاب یعنی ابو اسماعیل ہروی انصاری متوفی ۳۸۱ھ کی منازل السائرین میں علماء اہل السنہ والجماعت کے عقائد کی رو سے متعدد مواخذات ہیں؛ بلکہ بعض محدثین نے بھی اس کتاب کے علمی نقائص کا ذکر کیا ہے۔ لام ذہبی تو اس کتاب سے اس قدر ندامت تھے کہ آپ نے تبصرہ فرماتے ہوئے یہاں تک لکھ دیا کہ بڑا اچھا ہوتا اگر ہروی نے یہ کتاب تصنیف نہ کی ہوتی۔ اسی طرح سے لام ذہبی سیر أعلام النبلاء میں ج ۱۸ ص ۵۰۹ پر فرماتے ہیں: ولقد بالغ أبو إسماعيل في (ذم الکلام) على الاتباع فأجاد، ولكنه له نفس عجيب لا يشبه نفس أئمة السلف في كتابه منازل السائرین، ففيه أشياء مطربة، وفيه أشياء مشككة، ومن تأمله لاح له ما أشرت إليه، والسنة المحمدية صلفه، ولا ينهض الدوق والوجد إلا على تأسيس الكتاب والسنة. وقد كان هذا الرجل سيفاً مسلواً على المتكلمين، له صولة وهيبة واستيلاء على النفوس ببلده، يعظمونه، ويتغالون فيه، ويبذلون أرواحهم فيما يأمر به. كان عندهم أطوع وأرفع من السلطان بكثير، وكان طوداً راسياً في السنة لا يتزلزل ولا يلين، لولا ما كدر كتابه (الفاروق في الصفات) بذكر أحاديث باطلة يجب بيانها وهتكها، وقد امتحن مرات، وأوذى، ونفى من بلده. (یعنی ابو اسماعیل نے اپنی کتاب ذم الکلام میں اتباع سنت کی تائید میں بڑا زور دار اور شاندار کلام کیا ہے؛ لیکن موصوف نے منازل السائرین میں عجیب انداز اختیار کیا ہے جو کہ ائمہ سلف کے منہج سے بالکل مختلف ہے۔ اس کتاب میں کچھ ایسی چیزیں ہیں جو دلچسپ ہیں جب کہ کچھ ایسی چیزیں بھی ہیں جو قابل اعتراض ہیں۔ جو شخص بھی اس کتاب میں غور کرے گا، اس کے سامنے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی۔ سنت نبویہ پر چلنا آسان نہیں ہے، اور کسی بھی ذوق اور وجد کو کوئی اہمیت حاصل نہیں جب تک کہ وہ قرآن اور سنت کی کسوٹی پر صحیح نہ اتریں۔ یہ شخص (ابو اسماعیل ہروی) متکلمین کے خلاف ایک ننگی تلوار تھا، اور اپنے علاقہ میں اس کی لوگوں کے دلوں میں بڑی عظمت، ہیبت، اور رعب تھا۔ لوگ غلو کی حد تک اس کی تعظیم کرتے، اور اس کے احکام کو بجا



لانے کے لیے دل و جان کی قربانی پیش کرنے کے لیے تیار ہو جاتے۔ عوام کی نظر میں اس شخص کا مقام بادشاہ سے بھی زیادہ بلند اور قابل اطاعت تھا۔ اتباع سنت کے معاملہ میں کوہِ گراں تھا۔ کاش کہ اس نے اپنی کتاب الفاروق فی الصفات کو بے سرو پا احادیث کے ذکر سے مکدر نہ کیا ہوتا۔ اس کتاب میں ایسی باطل احادیث ہیں جس کی وضاحت نہایت ضروری ہے۔ بارہا اس شخص کو آزمائش کے دور سے گذرنا پڑا، اور اذیت سے دوچار ہونا پڑا، اور اپنے وطن سے جلا وطن بھی کیا گیا۔

اسی طرح سے امام ذہبیؒ اپنی کتاب العلو للعلی الغفار ص ۵۶۵-۵۶۶ میں ابواساماعیل ہرویؒ کے بارے میں فرماتے ہیں: کان أبو إسماعیل آية في التفسير، رأساً في التذكير، عالماً بالحديث وطرقه، بصيراً باللغة، صاحب أحوال ومقامات، فياليته لا ألف كتاب "المنازل" ففيه أشياء منافية للسلف وشمائلهم. وقد هدد بالقتل مرات ليقصر من مبالغته في إثبات الصفات، وليكف عن مخالفه من علماء الكلام، فلم يرعو لتهديدهم، ولا خاف من وعيدهم. (ابواساماعیل ہرویؒ تفسیر میں اپنی مثال آپ تھا، اور وعظ و نصیحت میں لامت کے درجہ پر تھا، اور حدیث اور طرق حدیث سے اچھی طرح سے واقف تھا، اور علم لغت میں بصیرت تامہ رکھتا تھا، اور اسی طرح سے تصوف کی دنیا میں احوال و مقامات سے بدیاب بھی تھا۔ کاش کہ اس نے منازل الساندرین تصنیف نہ کی ہوتی کیوں کہ اس کتاب میں بعض ایسی باتیں ہیں جو سلف اور ان کے منہج کے خلاف ہیں۔ بارہا اس کو قتل کی دھمکیاں دی گئیں کہ وہ اثبات صفات میں غلو سے احتراز کرے، اور اپنے مخالف علماء کلام کی تنقید سے باز رہے؛ لیکن اس پر ان دھمکیوں اور تنبیہات کا کوئی اثر نہ پڑا۔)

ہرویؒ کی کتاب منازل الساندرین مصر میں مصطفیٰ بابی حلبی سے ۱۹۶۶ء میں طبع کی گئی اور اس کے بعد دارالکتب العلمیہ، بیروت سے ۱۹۸۸ء میں طبع کی گئی۔ حافظ ابن القیمؒ کی مشہور کتاب مدارج السالکین بین منازل إياك نعبد وإياك نستعين در اصل ابواساماعیلؒ کی اسی کتاب کی شرح ہے۔ اسی طرح سے ابواساماعیلؒ کی دوسری کتاب ذم الکلام وأهله بھی تین بد شائع ہو چکی ہے۔ اس کا پہلا ایڈیشن دارالفکر العربی،



وأهلہ اور الفاروق فی صفات اللہ میں ایسے عقائد اور نظریات بیان کئے گئے ہیں جو عقل و نقل دونوں ہی اعتبار سے بیک وقت ناقابل تسلیم ہیں۔

### مشہور مجسم عثمان بن سعید دارمی

مشہور مجسم عثمان بن سعید دارمی سجزیؒ نے تو لبیٰ کتاب (۷) میں حد ہی کر دی ہے۔ یہ

بیروت کے ذریعہ ڈاکٹر سمیع دغیم کی تحقیق کے ساتھ طبع کیا گیا اور دوسرا ایڈیشن سات جلدوں میں ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۹۹۸ء میں مکتبۃ العلوم والحکم کے ذریعہ عبد الرحمن بن عبد العزیز شبل کی تحقیق کے ساتھ طبع کیا گیا، جب کہ اس کا تیسرا ایڈیشن ۱۴۱۹ھ میں مکتبۃ الغرباء الاثریہ سے شائع کیا گیا، اور یہی ایڈیشن زیادہ تر اہل علم کے یہاں متداول ہے۔ جہاں تک ابواسامعیل ہرویؒ کی تیسری کتاب الفاروق فی الصفات کا تعلق ہے، تو یہ کتاب اب تک مفقودات کی فہرست میں ہے اور اس کا اب تک عالمی لائبریریوں میں کوئی سراغ نہیں ہے۔ ابواسامعیلؒ کی ایک چوتھی کتاب بھی ہے جو بہت ہی مشہور ہے، اور اس وقت مطبوع بھی ہے وہ ہے: الأربعون فی دلائل التوحید۔ یہ کتاب ڈاکٹر علی بن محمد بن ناصر قحسی کے ذریعہ ۱۴۰۴ھ میں طبع کی گئی، اور اس کے بعد اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن مصر سے ابومالک جہاد بن سید مرشدی کی تحقیق کے ساتھ مکتبہ ابن رجب کے ذریعہ ۱۴۲۲ھ میں طبع کیا گیا۔ ہرویؒ کی ان چاروں کتابوں میں متعدد قابل مواخذہ امور ہیں جن کا اعتراف امام ذہبیؒ نے بھی کیا ہے۔

(۷) عثمان دارمیؒ کی یہ کتاب النقض یارد الدارمی علی بشر المریسی کے نام سے بھی معروف ہے، جبکہ اس کتاب کا ایک تیسرا نام بھی ہے جو کافی طویل بھی ہے، اور وہ ہے: نقض الإمام أبی سعید عثمان بن سعید علی المریسی الجہمی العنید فیما افتری علی اللہ عز وجل من التوحید۔ یہ کتاب ۱۳۵۸ھ میں محمد حامد نقی کی تحقیق سے طبع کی گئی، اور اس کے بعد، دوبارہ رشید بن حسن



سب سے پہلا مجسم ہے جس نے یہ خیال ظاہر کیا کہ اللہ اگر چاہے تو ایک چمھر کی پشت پر استقرار اختیار کر سکتا ہے، اور چمھر اللہ کو اس کی قدرت سے اپنے اوپر اٹھا سکتا ہے۔ پھر اس عرشِ عظیم کا کیا پوچھنا۔ ابن تیمیہ حرانیؒ نے داریؒ کی اس عقیدہ میں ہمنوائی کی جیسا

المصنف کی تحقیق سے طبع کی گئی، اور تیسری بار پھر ایک سلفی عالم منصور بن عبدالعزیز ہمدانی کی تحقیق سے طبع کی گئی۔

یہ کتاب سلفیوں، وہابیوں اور مجسمہ کے یہاں بڑے قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے، کیوں کہ اس کے اندر متعدد مقالات پر جراتمندانہ انداز سے تجسسی آراء کا اظہار کیا گیا ہے، اور شاید یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کو ابن تیمیہؒ کے یہاں ایک خاص مقام حاصل تھا؛ یہی نہیں بلکہ ابن تیمیہؒ اپنے ہم مشرب علماء اور تلامذہ کو اس کتاب سے استفادہ کرنے کی تلقین بھی کیا کرتے تھے۔

حافظ ابن القیمؒ اجتماع الجیوش الإسلامية علی حرب المعطلۃ والجهمیۃ ۱۷۴ پر فرماتے ہیں: کتابا الدارمی: النقض علی بشر المریسی، والرد علی الجهمیۃ، من أجل الكتب المصنفة فی السنة وأنفعها، وینبغی لكل طالب سنة مراده الوقوف علی ما کان علیہ الصحابة والتابعون والأئمة أن یقرأ کتابیہ. وکان شیخ الإسلام ابن تیمیۃ یوصی بہما أشد الوصیۃ ویعظمہما جدا، وفیہما من تقریر التوحید والأسماء والصفات بالعقل والنقل ما لیس فی غیرہما (داریؒ کی دونوں کتابوں النقض علی بشر المریسی اور الرد علی الجهمیۃ سنی عقیدہ کی تائید میں لکھی گئی سب سے با عظمت اور نفع بخش کتابیں ہیں۔ صحیح اسلامی عقیدہ کا جو بھی طالب صحابہ، تابعین اور ائمہ کرامؒ کے مسلک کو سمجھنا چاہتا ہے اس کے لیے ان دونوں کتابوں کا پڑھنا ضروری ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ ان دونوں کتابوں کو پڑھنے کی کافی تاکید فرماتے رہتے تھے، اور ان دونوں کتابوں کی کافی تعظیم فرماتے تھے۔ ان میں عقل و نقل کے آئینہ میں توحید، اور اسماء و صفات کی ایسی تشریح کی گئی ہے جو دیگر کتابوں میں موجود نہیں ہے۔)



کہ آپ ابن تیمیہؒ کی یہ عبادت غوث العباد ببیان الرشاد میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ یہ کتاب ۱۳۵۱ھ میں مطبعہ حلبی سے طبع ہوئی تھی۔ اسی سبزیؒ نے اور بہت سے مہلک عقائد ظاہر کئے جیسے اللہ کے لیے حرکت کا اثبات وغیرہ۔

اس انداز کی کتنی کتابیں ہیں جو باطل روایات، اور بدترین قسم کے عقائد سے بھری پڑی ہیں۔ اس طرح کی روایتوں سے معاملہ اس قدر پیچیدہ ہو گیا کہ اس کی تلافی مشکل ہو گئی، اور صورت حال انتہائی سنگین شکل اختیار کر گئی، یہاں تک کہ لانتِ علم کے حاملین غیور علماء اسلام عقلاً اور نقلاً اس کے تدارک کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان علماء میں سر فہرست امام خطابیؒ، ابوالحسن طبریؒ، ابن فورکؒ، حلیمیؒ، ابواسحاق اسفرائینیؒ، اور استاذ عبد القاہر بغدادیؒ تھے اور اس کے علاوہ بے شمار علماء اسلام اسی مشن میں لگے ہوئے تھے۔

## عقل و نقل

ان علماء میں بعض حضرات نظر و استدلال اور علوم عقلیہ میں فائق تھے؛ لیکن علم حدیث سے کم واقفیت رکھتے تھے، جب کہ ایک دوسری جماعت اس کے برعکس تھی۔ اسی لیے حافظ بیہقیؒ نے دیکھا کہ محدثین کو خدا کی ذات کے بارے میں غلط عقائد رکھنے سے بچانے کے لیے عقل و نقل دونوں ہی میں سے کسی ایک کو قطعاً نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ موصوف نے اپنی کتاب الأسماء والصفات کی تصنیف کی۔ موصوف نے اس کتاب میں تمام ابواب کی احادیث کے استقصاء کی کوشش کی ہے، اور ساتھ ساتھ صحیح و سقیم روایات کی بھی چھان پھٹک کی ہے، اور اسی طرح سے متکلمین اور علوم عقلیہ و نظریہ کے ائمہ کے کلام سے نقل کر کے ذاتِ ہدی سے متعلق واردِ نصوص کی صحیح توجیہ پیش کی ہے، جس کے ذریعہ نصوص سے مراد حقیقی معانی و مفاہیم کا اور اک کیا جاسکتا ہے۔



## الأسماء والصفات: (۸) ایک شاندار علمی کارنامہ

(۸) امام بیہقیؒ کی اس کتاب کے اب تک متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اس کا پہلا اور سب سے قدیم ایڈیشن شاید ہندوستان سے ۱۳۱۳ھ میں محمد محی الدین جعفری کی تعلیق کے ساتھ طبع کیا گیا۔ دوسرا ایڈیشن قاہرہ میں مطبعۃ السعادة سے طبع ہوا جس پر تصحیح نص کا کام عبدالحفیظ سعد عطیہ نے کیا، اور اس نسخہ پر امام کوثریؒ کی انتہائی نفیس تعلیقات بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔ امام کوثریؒ کی تعلیقات کی وجہ سے اس ایڈیشن کو بہت ہی غیر معمولی اہمیت حاصل ہے خاص طور پر اس ایڈیشن میں آپ کا یہ نایاب اور انتہائی علمی مقدمہ جو ترجمہ کی شکل میں آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے یہ بھی اس کے ساتھ طبع کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ اس نسخہ پر مختلف مقامات پر پیچیدہ مباحث کے تحت آپ کی گرانمایہ تعلیقات اہل علم کے لیے انتہائی مفید ہیں۔ حضرت امام کوثریؒ نور اللہ مرقدہ نے اپنی تعلیقات میں حشوہ اور مجسمہ کو بطور خاص نشانہ بنایا ہے اور اشاعرہ کا دفاع کیا ہے۔ امام کوثریؒ کی تعلیقات کا حامل یہ نسخہ اس کے بعد دیگر اور مکتبات سے بھی شائع کیا گیا۔ اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن عبد اللہ حاشدی کی تحقیق سے شائع کیا گیا ہے جس پر مشہور سلفی عالم مقبل بن حادی وادعی کی تقریظ بھی ہے۔ اور اس شخص نے متعصب سلفی ہونے کی وجہ سے امام کوثریؒ کے ایڈیشن کی خوب مذمت کرنے کے بعد امام کوثریؒ پر خوب گالیوں کی بوچھاڑ کی ہے جس کا اجر ان شاء اللہ حضرت امام کوثریؒ کو اللہ کے یہاں ضرور ملے گا۔ یہ ایڈیشن مکتبہ سوادے سے شائع کیا گیا۔ اس کا چوتھا ایڈیشن ۱۴۰۵ھ میں دار الکتاب العربی سے عماد الدین حیدر کی تحقیق سے شائع ہوا۔ اس کا پانچواں ایڈیشن قاہرہ میں دار ابن رجب سے ناصر نجاد میاطی کی تحقیق سے طبع کیا گیا؛ لیکن اس ایڈیشن کے محقق پر عبد اللہ حاشدی کی تحقیقات کے سرقہ کا الزام ہے۔ اس کتاب کا چھٹا ایڈیشن محب الدین ابوزید کی تحقیق اور ڈاکٹر عمر بن عبد العزیز قریشی اور طارق بن عوض اللہ کے مقدمہ کے ساتھ مکتبہ التوعیۃ الاسلامیہ مصر سے شائع کیا گیا۔ اس کے علاوہ ۱۴۱۷ھ میں جامعہ اسلامیہ سے صالح بن علی بن عبدالرحمن محسن نے اس کتاب پر تحقیق و تعلیق کر کے علم عقیدہ میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ ان مختلف ایڈیشنوں اور علم



نبیہیؑ نے واقعی شلدار کا رنامہ انجام دیا ہے، اور بڑے عمدہ انداز سے مباحث کو پیش کیا ہے سوائے چند معمولی لغزشوں کے جو ان شاء اللہ موصوف کے بحر حسنات میں ایک قطرہ کے مانند ہیں۔ اللہ ہی موصوف کو اس نیک عمل کی جزاء خیر دے۔ موصوف نے اس تصنیف کے ذریعہ اپنے ہم عصر روایت حدیث اور بعد کے محدثین کو ورطہ زلیغ و ضلال سے نکلانے کی ایک کامیاب کوشش کی ہے، اور اسی طرح سے اہل نظر حضرات کو بھی ان احادیث صحیحہ کے بدلے میں متنبہ کیا ہے جس کے انکار کی کوئی گنجائش نہیں، اور اسی طرح سے ان روایات مکذوبہ پر بھی روشنی ڈالی ہے جن کی تردید ضروری ہے۔ موصوف نے ان تمام امور پر نہایت اطمینان بخش اور شافی کلام کیا ہے۔

### لام نبیہیؑ پر ایک نظر

اس کتاب الأسماء والصفات کے مؤلف حافظ کبیر، فقیہ وقت، مشہور شافعی عالم، نقلاصولی ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ نبیہیؑ بیساپوری خسرو جردیؒ ہیں۔ آپ کی پیدائش بیہق کے ایک گاؤں خسرو جرد میں ہوئی۔ بیہق نیساپور کے علاقہ میں کئی گاؤں پر مشتمل ایک آبادی تھی۔

### لام نبیہیؑ کے مشائخ

آپ نے حدیث کا سماع تقریباً سو شیوخ سے کیا۔ آپ کے سب سے قدیم شیخ ابوالحسن

عقیدہ سے اشتغال رکھنے والے علماء کی اس کتاب کے ساتھ دلچسپی اور اعتناء سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب کس قدر اہم ہے۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ لام کوثریؒ کے ایڈیشن کے علاوہ اس کے اکثر ایڈیشن متعصب سلفیوں ہی کی تحقیقات اور تعلیقات سے طبع کئے گئے ہیں جس کی وجہ سے اس کتاب سے لام نبیہیؑ کا جو مقصد تھا وہ تقریباً فوت ہو گیا ہے۔



آپ کے شیوخ میں مندرجہ ذیل علماء ہیں: ابوالحسن محمد بن الحسین بن داؤد علوی، حاکم محمد بن عبد اللہ نیساپوری، ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان احوازی، ابوالحسن علی بن محمد بن عبد اللہ بن بشران، ابو عبد اللہ اسحاق بن محمد بن یوسف بن یعقوب سوی، قاضی ابو بکر احمد بن الحسن حیری، ابواحمد عبد اللہ بن محمد بن الحسن مہرجانی، ابونصر عمر بن عبد العزیز بن عمر بن قتادہ، اور طبقت الصوفیۃ کے مصنف معروف صوفی ابو عبد الرحمن محمد بن الحسین بن محمد بن موسیٰ سلمی۔

استاذ ابو منصور عبد القاهر بن طاهر بغدادی، متکلم کبیر، استاذ ابواسحاق اسفرائینی، متکلم اسلام  
ابو بکر محمد بن الحسن بن فورک، ابو بکر محمد بن ابراہیم فاری، ابو علی حسن بن احمد بن شاذان،  
ابوالحسین محمد بن الحسین بن محمد بن فضل قطان، ابو علی حسین بن محمد بن علی روزبدی،  
اور المُسَلَّسُ بِالْأَوَّلِيَّةِ کے راوی ابوطاہر محمد بن محمد بن محمد بن محمّش زیادی۔

ابو الحسن علی بن محمد بن علی مقری، ابو محمد حسن بن علی بن مول، محمد بن موسی بن فضل، ابو عمرو محمد بن عبد اللہ اویس، ابو عبد اللہ حسین بن عمر بن برهان، ابو محمد عبد اللہ بن یحیی بن عبد الجبار سکری، ابو محمد عبد اللہ بن یوسف اصبحانی، ابو عبد الرحمن محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن مجبور دھان، ابو محمد حسن بن احمد بن فراس، ابو الحسن محمد بن محمد بن ابی مہرجانی، ابو اسحاق سہل بن ابی اسحاق مہرانی، ابو الحسین محمد بن علی بن خشیش مقری، ابو القاسم عبد الخالق بن علی موذن، ابو الحسن علی بن احمد بن عمر بن حفص مقری



بن حمای۔

ابوالفتح ہلال بن محمد بن جعفر حنفی، ابوسعید عبدالملک بن ابی عثمان زاہد، ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابی طاہر دقاق، ابوالقاسم عبدالواحد بن محمد بن اسحاق بن النجار مقری، ابویعلیٰ حمزہ بن عبدالعزیز مہلبی صیدلانی، ابواحمد حسین اسد ابادی، ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبید اللہ حربی، آپ کی نسبت خرفی بھی ہے کیوں کہ آپ بیچ بیچے کا کاروبار کرتے تھے۔ جن لوگوں نے آپ کو انبار کی جانب منسوب کیا ہے انھیں وہم ہوا ہے، اور اسی طرح سے جنھوں نے آپ کی نسبت خرقی بتائی ہے وہ تصحیف کا شکار ہوئے ہیں، حربی میں کوئی التباس نہیں ہے۔

ابوسعید محمد بن احمد مالینی ہروی، ابوزکریا یحییٰ بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ مزکی، ابوالحسن علی بن محمد بن علی اسفرائینی ابن السقاء، ابوسکھل احمد بن محمد بن ابراہیم مہرانی، ابوبکر احمد بن محمد بن حارث اصمہانی، ابوصادق محمد بن ابی الفوارس، ابوصالح بن ابی طاہر عنبری، ابوبکر احمد بن محمد بن غالب خوارزمی، ابو محمد عبدالرحمن بن محمد بن احمد بن بالویہ مزکی، ابوالقاسم علی بن محمد بن علی ایادی، ابوالقاسم نذیر بن الحسین بن جناح محاربی، ابوالفرج حسن بن علی بن احمد تمیمی رازی، امام ابو عثمان صابونی، ابو حامد احمد بن محمد بن موسیٰ نیسابوری، اور منصور بن عبدالوہاب شالنجی۔

ابوسکھل محمد بن نصر ویہ مروزی، ابوالحسن علی بن احمد بن محمد رزاز، ابوالقاسم عبدالرحمن بن محمد سراج، ابوسعید عبدالرحمن بن محمد بن شبانہ ہمدانی، ابو محمد حسن بن علی موئل، ابوحاتم احمد بن محمد خطیب، ابوالفتح محمد بن احمد بن ابی الفوارس بغدادی، ابوزر محمد بن ابوالحسین بن ابوالقاسم، ابوبکر احمد بن محمد اشانی، ابو عبداللہ محمد بن الفضل بن نظیف



مصری، ابو سعید محمد بن موسیٰ صیرفی، ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن ابراہیم، ابو جعفر غرابی، ابو القاسم زید بن ابو ہاشم علوی۔

مذہب شافعی کی تائید میں لکھی گئی کتاب اللسان و السنن کے مصنف ابو الطیب سہل بن محمد بن سلیمان معلوکی، شریف ابو الفتح، ابو سعید بن ابی عمرو، محمد بن نصر نيساپوری، ابو عمر محمد بن الحسین بسطامی، ابو منصور بن ابوالیوب، ابو الفتح عمری ناصر بن محمد مروزی، ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نيساپوری، اور ان کے علاوہ خراسان، جبال، حرین، کوفہ، بصرہ اور بغداد کے بے شمار علماء سے اخذ علم کیا۔

### امام بیہقیؒ کی تصانیف

امام ذہبیؒ تذکرۃ الحفاظ میں بیہقیؒ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: آپ اپنے زمانہ کے امام، حافظ حدیث، شیخ خراسان، اور نہایت عظیم الشان عالم تھے۔ آپ کے پاس مستدرک حاکم موجود تھی لہذا آپ نے کثرت سے اس سے حدیث اخذ کی ہے۔ آپ عالی الاسانید تھے۔ اخلاص اور حسن نیت، قوت فہم اور حافظہ کی وجہ سے آپ کی کتابیں کافی بابرکت ثابت ہوئیں، اور آپ نے کچھ ایسی کتابیں تصنیف کی ہیں جس کی نظیر تدریج اسلام میں نہیں ملتی، مثلاً: الأسماء والصفات دو جلد، السنن الكبير دس جلد، السنن والآثار چار جلد، شعب الإیمان دو جلد، دلائل النبوة تین جلد، السنن الصغير دو جلد، الزهد ایک جلد، البعث ایک جلد، المعتقد ایک جلد، الآداب ایک جلد، نصوص الشافعي تین جلد، المدخل ایک جلد، الدعوات ایک جلد، الترغيب والترهيب ایک جلد، کتاب الخلافیات دو جلد، الأربعون الكبرى، الأربعون



الصغریٰ، جزء فی الرویۃ مناقب الشافعی ایک جلد، مناقب احمد ایک جلد، اور کتاب الأسری وغیرہ اور اس کے علاوہ متعدد کتابیں جو اس وقت میرے ذہن میں نہیں ہیں۔

### مورخ یافعی کا بیان

مورخ یافعیؒ بیہقیؒ کے بارے میں مرآۃ الجنان میں فرماتے ہیں: امام کبیر، حافظ عبقری، فقیہ شافعی، یکتائے روزگار، مختلف فنون میں یگاہ وقت شیخ بیہقیؒ کا شمار حاکم ابو عبد اللہ بن بیجؒ کے کبار تلامذہ میں ہوتا ہے، بلکہ مختلف علوم میں بیہقیؒ کو حاکمؒ پر تفوق و امتیاز حاصل ہے۔ موصوف کے مناقب اور فضائل معروف ہیں۔ آپ کی تصانیف اتنی کثرت سے ہیں کہ یہ سب تقریباً ایک ہزار اجزاء پر مشتمل ہوں گی۔ آپ کے علم و فضل، جلالت و اتقان، اور تقوی و دیانت کی وجہ سے مشرق و مغرب، اور عرب و عجم میں اللہ نے آپ کی تصانیف سے لاکھوں کو فائدہ پہونچایا۔ آپ کی شخصیت پر فن حدیث کا غلبہ رہا، اور یہی فن آپ کی شہرت کا سبب بھی بنا۔ عراق، حجاز، اور جبال تک علم حدیث کی طلب میں اسفار کئے، اور سی طرح سے خراسان میں اپنے ہم عصر علماء سے سماع حدیث کیا۔ اس کے علاوہ آپ کو جہاں کہیں بھی جانا ممکن ہو سکا وہاں کا آپ نے سفر کیا۔ آپ نے فقہ ابو الفتح ناصر بن محمد عمری مروزیؒ سے اخذ کیا۔ بیہقیؒ ہی نے سب سے پہلے دس جلدوں میں امام شافعیؒ کی فقہی نصوص کو جمع فرمایا۔

### علامہ تلج الدین سبکیؒ

علامہ تلج الدین سبکیؒ فرماتے ہیں: ہمارے شیخ علامہ ذہبیؒ نے فرمایا ہے کہ بیہقیؒ ہی نے سب سے پہلے امام شافعیؒ کی نصوص کو جمع فرمایا؛ لیکن معاملہ اس کے برعکس ہے۔



حقیقت یہ ہے کہ بیہقیؒ نے سب سے آخر میں امام شافعیؒ کی نصوص کو جمع فرمایا۔ اسی لیے متقدمین کی تمام کتابوں سے استقصاء کر کے تمام نصوص کو اپنی کتاب میں بالاستیعاب ذکر کر دیا۔ مجھے نہیں معلوم کہ بیہقیؒ کے بعد بھی کسی نے امام شافعیؒ کی نصوص کو جمع کرنے کا کام کیا ہے، کیوں کہ بیہقیؒ نے آنے والے تمام لوگوں کے لیے اس کا دروازہ ہی بند کر دیا۔

لیکن سبکیؒ کا یہ اعتراض ذہبیؒ پر وارد نہیں ہوتا، کیوں کہ ذہبیؒ کا مقصد یہ ہے کہ بیہقیؒ پہلے شخص ہیں جنہوں نے سب سے پہلے دس جلدوں میں اتنے توسع کے ساتھ امام شافعیؒ کی نصوص کو جمع کیا ہے، ذہبیؒ کا مقصد مطلقاً جمع نہیں ہے، اور یہ ایک حقیقت ہے۔ بیہقیؒ کے بدلے میں ابن خلکانؒ اور اس سے پہلے کے بعض دیگر مؤرخین کی بھی یہی رائے ہے۔

تاج الدین سبکیؒ نے اس کے بعد اپنے شیخ ذہبیؒ کا قول نقل کیا ہے: بیہقیؒ یکتائے روزگار، اور اپنے معاصرین میں عدیم المثل، اور اپنے دور کے عظیم المرتبت حافظِ حدیث تھے۔ ذہبیؒ کا فرمانا ہے کہ روایتِ حدیث میں بیہقیؒ کا دائرہ بہت وسیع نہیں تھا، اس کے باوجود حسن ترتیب، ابوابِ فقہ، فنِ رجال میں مہارتِ تامہ اور غیر معمولی دستگاہ کی وجہ سے اللہ نے آپ کی مرویات میں کافی برکت ڈال دی۔ امام الحرمینؒ فرماتے ہیں: ہر شافعی کی گردن پر امام شافعیؒ کا احسان ہے، سوائے بیہقیؒ کے۔ بیہقیؒ کا خود امام شافعیؒ پر احسان ہے کیوں کہ موصوف نے امام شافعیؒ کے مذہب اور اقوال و فتاویٰ کی تائید میں ایسی تصانیف رقم کی ہیں جس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی۔



## حافظ عبد القادر قرشیؒ کا امام الحرمینؒ پر رد

حافظ عبد القادر قرشیؒ الجواهر المضیة فی طبقات الحنفیة میں امام الحرمینؒ پر تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں: مختلف علوم شرعیہ میں امام شافعیؒ کی عظمت و رفعت کو جاننے والا شخص ایسی بات نہیں کہہ سکتا۔ امام شافعیؒ نے ایسے علم کی بنیاد ڈالی ہے جو آپ سے پہلے لوگوں میں متعارف ہی نہیں تھا، اور وہ ہے علم نسخ و منسوخ، اور اسی پر اسلام کا مدار ہے، حالانکہ اس حقیقت کا بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ بیہقیؒ اپنے زمانہ کے عظیم الشان امام اور حافظ حدیث تھے، اور آپ نے پوری زندگی سنت کی نشر و اشاعت کی، اور اپنے زمانہ میں مذہب شافعی کی تائید و تقویت کا بیڑا اٹھایا۔

ابن الورودیؒ فرماتے ہیں: مذہب شافعی کی سب سے زیادہ تائید بیہقیؒ نے کی ہے۔

## مورخ ابن العمداء کی شہادت

ابن العمداء شذرات الذهب فی اخبار من ذهب میں فرماتے ہیں: موصوف امام وقت، حافظ حدیث، اور صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ ابن قاضی شہبہؒ نے بیہقیؒ کے بدے میں عبد الغافرؒ کا قول نقل کیا ہے کہ: امام بیہقیؒ علماء سلف کے نہج پر قائم تھے، معمولی دنیوی مال و متاع پر قانع رہتے تھے، زہد و ورع آپ کی شخصیت کا جمال تھا۔ بعض حضرات نے یہاں تک ذکر کیا ہے کہ موصوف نے تیس سال تک لگا تار روزے رکھے۔ العبر فی خبر من غیر کے مصنف امام ذہبیؒ فرماتے ہیں: آپ کی وفات دس جمادی الاولیٰ میں نيساپور میں چار سو اٹھاون (۴۵۸ھ) میں ہوئی، آپ کی نعش کو بیہق منتقل کیا گیا، آپ کو کل چوتھری سال کی عمر ملی۔ اللہ رب العزت جنت الفردوس میں امام بیہقیؒ کو اعلیٰ مراتب سے سرفراز فرمائے، اور اپنی رضا



و خوشنودی سے بہرہ مند کرے۔

### بیہقیؒ کے بارے میں ابن خلکانؒ کی رائے

ابن خلکانؒ امام بیہقیؒ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: آپ کی شخصیت اپنے زمانہ میں منفرد تھی، اور آپ اپنے تمام معاصرین میں عدیم المثل تھے۔ آپ کا شمار فن حدیث میں حاکمؒ کے تلامذہ میں ہوتا ہے۔ آپ حاکمؒ سے متعدد علوم و فنون میں تفوق اور امتیاز رکھتے تھے۔ آپ نے علم فقہ ابو نصر مروزیؒ سے سیکھا۔ آپ کی شخصیت پر فن حدیث کا غلبہ رہا، اور اسی فن سے آپ کو شہرت بھی ملی۔ آپ سے علم حدیث کا درس لینے والی ایک بڑی جماعت ہے جن میں زاہر شحامیؒ، محمد فراویؒ اور عبد المنعم قشیریؒ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

### حافظ ابن عساکرؒ کی شہادت

اسی طرح سے ابن عساکرؒ نے تبیین کذب المفتری فیما نسب للإمام الأشعریؒ میں بیہقیؒ کی مدح سرائی کی ہے۔ ابن عساکرؒ فرماتے ہیں کہ میرے پاس ابوالحسن فاریؒ نے بیہقیؒ کے بارے میں یہ لکھ کر بھیجا کہ آپ حافظ حدیث، فقیہ و اصولی، متدین و متورع، حفظ حدیث میں یکتائے روزگار، اور ضبط و اتقان میں تمام معاصرین کے درمیان بے مثال تھے۔ آپ کا شمار حاکم ابو عبد اللہؒ کے کبار تلامذہ میں ہوتا ہے، اور آپ نے حاکمؒ سے بکثرت حدیثیں روایت کی ہیں۔ آپ متعدد علوم و فنون میں حاکمؒ پر فائق تھے۔ بچپن ہی سے حدیث لکھنے اور یاد کرنے کا شوق تھا یہاں تک کہ جب آپ جوانی کی دہلیز پر پہنچے تو فقہ کی تعلیم کا آغاز فرمایا، اور اس میدان میں بھی فائق ہو گئے، اور اس کے بعد اصول کی جانب عنان توجہ موڑی۔ آپ کے اسفار عراق، جبال، اور حجاز تک ہوئے، اور اس کے بعد آپ نے اپنے آپ کو تصنیف و تالیف میں



منہمک کر لیا اور اتنی کتابیں تصنیف فرمائیں جس کی تعداد شاید ایک ہزار اجزاء تک پہنچ جائے، اور ان تصانیف کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں ہے۔ { یاد رہے یہاں جزء سے مراد محدثین کا جزء ہے۔ ایک جزء کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ تبیین کذب المفتری دس اجزاء میں ہے۔ }

### بیہقیؒ کی تصانیف کی خصوصیات

آپ کی جملہ تصانیف علم حدیث، علم فقہ کی جامع ہیں۔ آپ کی تمام کتابوں میں علل حدیث، اور صحیح و سقیم قسم کی تمام روایات پر تشفی بخش کلام ملتا ہے۔ اسی طرح سے آپ احادیث متعارضہ کے درمیان جمع و تطبیق پر بھی کافی روشنی ڈالتے ہیں۔ نیز فقہ اور اصول فقہ اور عربی زبان سے متعلق اہم امور کی جانب تنبیہات اور اشارے بھی بکثرت ملتے ہیں۔ آپ کے زمانہ کے کبار ائمہ نے آپ سے درخواست کی کہ آپ مقام ناحیہ سے نکل کر نیساپور منتقل ہو جائیں، تاکہ لوگ آپ کی کتاب معرفۃ السنن والآثار یعنی السنن الأوسط وغیرہ آپ کی تصانیف کا سماع کر سکیں۔ چنانچہ آپ نے اس دعوت کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے چار سو اکتالیس (۴۲۱ھ) میں نیساپور کا رخ کیا۔ آپ کی کتاب معرفۃ السنن والآثار کے سماع و قراءت کے لیے یہاں پر مجالس منعقد کی گئیں جس میں بڑے بڑے ائمہ اور فقہاء روزگار حاضر ہوا کرتے تھے۔ آپ کی غیر معمولی مہارت، علم و معرفت میں کامل دستگاہ، اور افادات اور افاضات سے متاثر ہو کر لوگ آپ کے بارے میں رطب اللسان ہوئے، اور آپ کے لیے دعا گو ہوئے۔ آپ متقدمین کے طرز پر قناعت بالیسیر پر یقین رکھتے تھے، اور زہد و ورع کا مجسم پیکر تھے۔ آپ اسی حال پر قائم رہے یہاں تک کہ نیساپور میں سنیچر کے دن دس جمادی الاولیٰ چار سو اٹھاون (۴۵۸ھ) میں وفات پائی اور آپ کی نعش کو



خسرو جرد منتقل کر دیا گیا۔

عبدالغافرؒ کا یہ ترجمہ ہی تقریباً تمام مؤرخین اور اصحابِ سوانح نے اپنی کتابوں میں کچھ کمی زیادتی کے ساتھ بیان کیا ہے، جیسا کہ ہم نے پچھلے اوراق میں ان حضرات کی عبارتوں کو ذکر کر دیا ہے۔

تاج الدین سبکیؒ کے بقول الاسماء والصفات جیسی کوئی کتاب اس موضوع پر تصنیف نہیں کی گئی ہے۔ اسی طرح سے بیہقیؒ کی کتاب السنن الکبریٰ<sup>(۹)</sup> حال ہی

(۹) امام ذہبیؒ سیر اعلام النبلاء ج ۱۸ ص ۱۶۵ میں فرماتے ہیں: وانقطع بقریۃ مقبلاً علی الجمع والتالیف، فعل السنن الکبیر فی عشر مجلدات، لیس لأحد مثله (اپنی بستی میں یکسوئی کے ساتھ تصنیف و تالیف میں لگ گئے، اور دس جلدوں میں السنن الکبیر کی تصنیف کی۔ اس جیسی تصنیف آج تک کسی نے نہیں کی۔)

امام ذہبیؒ اسی کتاب میں ج ۱۸ ص ۱۶۸ پر فرماتے ہیں: فتصانیف البیہقی عظیمۃ القدر، غزیرۃ الفوائد، قلّ من جوّد توالیفه مثل الإمام أبی بکر، فینبغی للعالم أن یعتنی بهؤلاء، سیما سننه الکبریٰ۔ (بیہقیؒ کی تصانیف کا مقام نہایت بلند ہے، اور یہ بے پناہ فوائد پر مشتمل ہوتی ہیں۔ کم ہی ایسی شخصیتیں پیدا ہوئی ہیں جنہوں نے امام ابو بکرؓ جیسی عمدہ تصانیف لکھی ہوں۔ لہذا ایک طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان کتابوں پر توجہ دے، خصوصاً موصوف کی کتاب السنن الکبریٰ پر۔)

السنن الکبریٰ کا سب سے پہلا ایڈیشن ۱۳۴۲ھ میں دائرۃ المعارف النظامیہ، حیدرآباد سے ۱۰ جلدوں میں طبع ہوا۔ یہ ایڈیشن محققین کے نزدیک قدیم ہونے کے باوصف کافی مشہور، متداول اور عمدہ گردانا جاتا ہے۔ اس ایڈیشن کے ذیل میں حافظ علاء الدین ماردینی



میں حیدر اباد سے دس جلدوں میں طبع ہوئی ہے، اور اس کے ساتھ الجوہر النقی کو بھی طبع کیا گیا ہے جس میں السنن الکبریٰ میں موجود قابل نقد مقامات پر تنبیہ کی گئی ہے۔ مذہب شافعی کے دلائل کے سلسلہ میں السنن الکبریٰ سب سے وسیع اور حاوی تصنیف مانی جاتی ہے؛ بلکہ کسی بھی مذہب کا مقلد اس کتاب سے مستغنی نہیں ہو سکتا ہے۔ اس کتاب میں بیہقیؒ نے بکثرت بلا واسطہ صاحب متدرک سے روایت کی ہے، اور ایک واسطہ سے سنن واحکام کے موضوع پر لکھی گئی ضخیم کتابوں کے مصنف ابو منصور علی بن حمشاؤ سے روایت کی ہے۔ ذہبیؒ نے السنن الکبریٰ کی تلخیص کی ہے اور یہ تلخیص اصل کتاب کے نصف حجم کے بقدر ہے اور دار الکتب المصریہ میں محفوظ ہے۔

حنفیؒ کا وہ معروف حاشیہ بھی ہے جسے موصوف نے لام بیہقیؒ کے تعاقب اور رد میں لکھا ہے۔ اسی مطبوعہ ایڈیشن کا دوسرا مصور نسخہ دار الفکر سے بھی شائع کیا گیا۔ اس کے بعد ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۰۰۳ء میں اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن دار الکتب العلمیہ سے محمد عبدالقادر عطاء کی تحقیق سے ۱۱ جلدوں میں طبع ہوا۔ اس ایڈیشن میں بھی حافظ ماردینیؒ کے حواشی کو برقرار رکھا گیا ہے۔ اس کا چوتھا ایڈیشن اسلام منصور عبد الحمید کی تحقیق کے ساتھ دار الحدیث مصر سے شائع ہوا۔ اس کا پانچواں ایڈیشن مکتبہ الرشید سے بھی طبع ہوا جب کہ اس کا چھٹا ایڈیشن دار ہجر قاہرہ سے ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۰۱۱ء میں ڈاکٹر عبد اللہ بن عبد المحسن ترکی کی تحقیق سے شائع ہوا۔

لام بیہقیؒ کی اس کتاب کے بارے میں خاص طور پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ موصوف نے متعدد مقامات پر احناف کے خلاف تعصب سے کام لیا ہے۔ اسی لیے حافظ ماردینیؒ حنفیؒ کو لام بیہقیؒ کے تعاقب اور رد میں اپنی مشہور کتاب الجوہر النقی فی الرد علی البیہقی لکھنی پڑی۔



## امام بیہقی کی کتاب معرفة السنن والآثار

امام بیہقی کی السنن الوسطی: معرفة السنن والآثار<sup>(۱۰)</sup> کے نام سے

(۱۰) امام بیہقی کی اس کتاب کا بنیادی مقصد امام شافعی کی کتابوں کی مرویات، مذہب، فقہ اور اصول فقہ کی تخریج ہے؛ لیکن امام بیہقی نے اس کتاب میں ان تمام چیزوں کو اپنی سند سے ذکر کرنے کا التزام کیا ہے۔ اسی طرح سے جرح و تعدیل، اور تصحیح و تعلیل میں امام شافعی کے جو اقوال ملتے ہیں ان کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ نیز اگر امام شافعی کے کسے کلام میں کوئی اجمال یا ابہام ہے تو اس کتاب میں امام بیہقی نے اس کی مناسب تفسیر پیش کی ہے۔ گویا امام بیہقی کی یہ کتاب ان تمام احادیث و اخبار کا مستند مجموعہ ہے جس پر امام شافعی نے اپنی فقہ اور اصول اجتہاد میں اعتماد کیا ہے، اور یہ کتاب اس طرح سے السنن الکبریٰ کی طرح امام شافعی کے مذہب کی تائید میں لکھی گئی سب سے اہم اور سب سے زیادہ طاقتور تصور کی جاتی ہے۔ حافظ ابن کثیر اس کتاب کی تعریف کرتے ہوئے طبقات الشافعیہ ج ۱ ص ۴۰۴ میں فرماتے ہیں: وهو من الكتب الباهرة (یعنی یہ ایک حیرت انگیز تصنیف ہے۔) اسی لیے امام الحرمین ابوالمعالی جوینی جیسی شخصیت نے انھیں دونوں کتابوں کی وجہ سے امام بیہقی کے بارے میں یہاں تک تبصرہ کر دیا ہے کہ: ما من فقيه شافعي الا وللشافعي عليه منة الا ابا بكر البيهقي، فان المنه له على الشافعي لتصانيفه في نصرة مذهبه۔ (ہر شافعی فقیہ کی گردن پر امام شافعی کا احسان ہے، سوائے ابو بکر بیہقی کے کہ بیہقی نے خود اپنی تصانیف کے ذریعہ امام شافعی پر احسان کیا ہے۔) ملاحظہ فرمائیں: امام ذہبی کی سیر أعلام النبلاء ج ۱۸ ص ۱۶۸۔

اس کتاب کا سب سے پہلا مشہور ایڈیشن ۱۴۱۲ھ میں عبدالمعطي امین قلعجی کی تحقیق سے دار الوعی، حلب سے ۱۵ جلدوں میں شائع کیا گیا۔ احقر نے اس کتاب کے کچھ حصے کا مطالعہ کیا ہے۔ محقق کتاب قلعجی نے بلاوجہ کتاب کو غیر ضروری حواشی سے بو جھل کر دیا ہے، اور



معروف ہے۔ امام شافعیؒ کے فقہی اقوال کے موضوع پر یہ سب سے جامع کتاب مانی جاتی ہے۔ امام بیہقیؒ نے اپنے مذہب کی نصرت و تائید کے لیے اس کتاب میں انتھک کوشش کی ہے۔ احادیث احکام اور نقدِ حدیث سے تعلق رکھنے والے طلبہ اور باحثین کے نزدیک یہ کتاب کافی اہمیت رکھتی ہے۔ یہاں مصنف کے اسلوب اور طرز تصنیف کو اس سے زیادہ تفصیل سے بیان کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

### بیہقیؒ کی کتاب دلائل النبوة

بیہقیؒ کی کتاب دلائل النبوة <sup>(۱)</sup> نہایت بابرکت اور نافع کتاب ہے۔ مجھے اطلاع ملی

اس طرح سے کتاب کا حجم کافی بڑا ہو گیا ہے۔ اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن دارالکتب العلمیہ، بیروت سے سید کسروی حسن کی تحقیق سے سات جلدوں میں طبع کی گیا۔

(۱) بیہقیؒ کی یہ کتاب دلائل النبوة و معرفة أحوال أصحاب الشريعة سیرت کے موضوع پر اہم ترین کتابوں میں شمار کی جاتی ہے۔ امام بیہقیؒ اس کتاب میں احادیث کے معتبر مصنفین کے حوالہ سے روایات ذکر فرماتے ہیں، اور بعض مرتبہ روایات اور اس کے احوال پر کلام بھی فرماتے ہیں۔ اس کتاب کی اہمیت علامہ تاج الدین سبکیؒ اور حافظ ابن کثیرؒ کے تبصروں سے سمجھی جاسکتی ہے۔ علامہ سبکیؒ طبقات الشافعية الكبرى ج ۴ ص ۹ میں فرماتے ہیں: "وَأَمَّا كِتَابُ الْإِعْتِقَادِ وَكِتَابُ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ وَكِتَابُ شُعْبِ الْإِيمَانِ وَكِتَابُ مَنَاقِبِ الشَّافِعِيِّ وَكِتَابُ الدَّعَوَاتِ الْكَبِيرِ فَاقْسِمَ مَا لَوْ أَحَدٌ مِنْهَا نَظِيرٌ" (رہا مسئلہ کتاب الاعتقاد، دلائل النبوة، شعب الإيمان، مناقب الشافعي اور کتاب الدعوات الكبير کا تو میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ ان میں سے کسی ایک کتاب کی بھی کوئی نظیر نہیں ملتی۔) اور اسی طرح سے حافظ ابن کثیرؒ طبقات الشافعية ج ۱ ص ۴۰۴ میں فرماتے ہیں: "وَهُوَ مِنْ الْكُتُبِ النَّافِعَاتِ الشَّافِيَّاتِ"۔ (یعنی یہ شاندار اور تشفی بخش کتابوں میں سے



ہے کہ حال ہی میں یہ کتاب ہندوستان سے طبع ہو چکی ہے؛ لیکن میرے پاس اب تک کوئی قطعی خبر موجود نہیں ہے۔ دارالکتب المصریہ میں اس کتاب کا ایک نسخہ موجود ہے۔ اسی طرح سے بیہقیؒ کی کتاب المدخل بھی اہم ہے۔ بیہقیؒ نے اس کی تصنیف اس لیے کی تاکہ یہ دلائل النبوة کے لیے ایک تمہید کا کام کرے۔

### مناقب احمد

اسی طرح سے آپ کی کتاب مناقب احمد بھی اہم ہے۔ اس کتاب میں بیہقیؒ نے بعض حنابلہ کے ذریعہ امام احمدؒ کی جانب منسوب تشبیہ و تجسیم کا وہم پیدا کرنے والے الفاظ کی تردید کی ہے۔ اس کتاب میں بیہقیؒ نے بغداد کے رئیس الحنابلہ بن امام ابوالفضل تمیمیؒ سے یہ نقل کیا ہے کہ امام احمدؒ نے جسمیت کے قائلین پر سخت نکیر کی ہے، اور آپ یہ فرماتے تھے کہ: اسماء شریعت اور لغت سے ماخوذ ہیں۔ اہل لغت نے ان اسماء کو طول و عرض، ڈھانچے اور ترکیب، اور صورت و کیفیت کے لیے وضع کیا ہے، اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان تمام چیزوں سے خارج ہے، لہذا ذات باری کو مجسم نہیں

ہے۔) یہ بات بھی قابل تبیہ ہے کہ حافظ ابن الملقنؒ نے اس کتاب کا اختصار کیا ہے جس کا نام غایۃ السؤل فی خصائص الرسول رکھا ہے۔ دلائل النبوة کا ایک پرائیڈیشن المکتبہ السلفیہ مدینہ منورہ سے طبع ہوا تھا؛ لیکن یہ ایڈیشن ناقص تھا۔ اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۸ء میں دارالکتب العلمیہ، بیروت سے ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی کی تحقیق سے ۷ جلدوں میں شائع ہوا۔ اسی طرح سے اس کتاب کا ایک تیسرا ایڈیشن ۱۴۰۳ھ میں عبد الرحمن محمد عثمان کی تحقیق کے ساتھ دارالفکر، بیروت سے شائع ہوا۔ اس کتاب کا ایک چوتھا ایڈیشن ۱۴۲۸ھ میں مکتبہ دارالحديث سے سید ابراہیم کی تحقیق سے شائع ہوا۔



قرار دیا جاسکتا کیوں کہ وہ ذات جسمیت کے تمام معانی و مفاہیم سے خارج ہے، اور اسی طرح سے یہ شریعت میں وارد نہیں ہے، چنانچہ جسمیت کا عقیدہ باطل باطل ہے۔

### امام احمد بن حنبلؒ سے تاویل کا ثبوت

امام بیہقیؒ نے حنبل بن اسحاقؒ کے واسطے سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ: میں نے اپنے چچا ابو عبد اللہ احمد بن حنبلؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جس دن امیر المومنینؒ کے گھر پر میرے ساتھ مناظرہ ہوا، تو میرے مخالفین نے میرے خلاف حجت بازی کرتے ہوئے کہا کہ قیامت کے دن سورہ بقرہ، اور سورہ تبارک آئیں گی۔ تو میں نے جواباً ان لوگوں سے کہا: اس سے مراد ان سورتوں کا ثواب ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں: وجاء ربك اس سے مراد اللہ کی قدرت ہے۔ قرآن نے تشبیہات اور مجاز کا استعمال کیا ہے۔

### امام احمد بن حنبلؒ اور تجسیم کی نفی

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ یہ روایت امام احمدؒ سے صحیح طور پر مروی ہے اور اس کی صحت میں کوئی غبار نہیں ہے۔ اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ امام احمدؒ کا یہ عقیدہ نہیں تھا کہ قرآن اور سنت میں حسی طور پر آنا ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی اللہ ایک مکان سے دوسرے مکان کی جانب منتقل نہیں ہوتے جس طرح سے دیگر جسمیت سے متصف چیزیں منتقل ہوتی ہیں، اور حسی طور پر اترتی اور چڑھتی ہیں؛ بلکہ اس سے مراد خدا کی قدرت کا ظہور ہے۔ جب ان لوگوں نے یہ اعتراض کیا کہ قرآن اگر کلام اللہ ہے اور اللہ کی صفات ذاتیہ میں سے ہے، تو پھر ان پر آنے کا اطلاق جائز نہ ہوگا، تو اس پر ابو عبد اللہؒ نے یہ جواب دیا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ان سورتوں کی قراءت کا ثواب ملے گا جس کا اس دن اللہ ارادہ فرمائیں گے۔ اظہارِ ثواب کو آنے سے تعبیر کیا۔ ابو



عبداللہؑ نے یہ جواب جو انھیں دیا یہ صرف ایسے ماہرین اہل علم دے سکتے ہیں جو تشبیہ و تجسیم سے تنزیہ کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ مناقب احمدؑ میں امام بیہقیؒ کا کلام یہاں ختم ہوتا ہے۔

### اللہ کے آسمان میں ہونے کا عقیدہ

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، امام بیہقیؒ کی کتاب الأسماء والصفات ایک بے نظیر علمی شاہکار ہے۔ امام بیہقیؒ نے اس کتاب میں اللہ کے آسمان میں ہونے یا عرش پر ہونے کا عقیدہ رکھنے والوں کی کوئی مذمت نہیں کی ہے کیوں کہ بعض احادیث کی نص میں ایسا موجود ہے؛ لیکن مشبہ کے عقیدہ کے برخلاف ذاتِ باری کا آسمان یا عرش پر ہونا ممکن کے تمام مفاہیم سے خالی ہے۔ بیہقیؒ کا یہ کلام آپ اصل کتاب میں استواء کی بحث کے تحت ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ ہم نے اسی مقام پر بیہقیؒ کے کلام پر کچھ ایسے نوٹس رقم کئے ہیں جو قابل مطالعہ ہیں۔

اگر کسی شخص کی ذاتِ باری کے آسمان میں ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ اس میں متمکن اور جاگزیں ہے، تو پھر ایسا شخص صراطِ مستقیم سے منحرف ہے، اور اگر آسمان میں ہونے سے کسی کی مراد یہ ہے کہ وہ بغیر کسی جہت میں متمکن ہوئے بہت ہی بلند، برتر اور اعلیٰ ہے، تو پھر لغوی اعتبار سے اس کلام پر کوئی غبار نہیں ہے، اور اسی طرح سے شرعی نقطہ نظر سے کچھ ایسی ظاہری نصوص بھی مل جاتی ہیں جس سے اس کی گنجائش کا اندازہ ہوتا ہے۔

لیکن جو احادیث اس سلسلہ میں وارد ہیں، وہ کلام سے خالی نہیں ہیں مثلاً ابورزین کی حدیث اور افعال کی حدیث۔ لہذا احتیاط یہ ہے کہ تنزیہ کی صراحت کے باوجود بھی



اس کا تلفظ نہ کیا جائے؛ بلکہ واجب یہ ہے کہ سرے سے اس کو زبان پر لایا ہی نہ جائے، تاکہ ہر طرح سے تشبیہ و تجسیم کا دروازہ بند ہو جائے، کیوں کہ اس موضوع پر صریح اور صحیح قسم کی احادیث موجود نہیں ہیں۔

حدیث جاریہ کے اندر شدید اضطراب پایا جاتا ہے۔ اعتقادات کے باب میں اس طرح کی روایت کو قبول نہیں کیا جاسکتا ہے۔ جو لوگ اس سلسلہ میں **الْمِنْثَمَ مَنْ فِي السَّمَاءِ** سے استدلال کرتے ہیں، ان کے پاس قطعاً کوئی دلیل موجود نہیں ہے جیسا کہ ہم نے بیہقیؒ کی اس کتاب کے حاشیہ میں اس جگہ پر بیان کر دیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ بیہقیؒ اور آپ جیسے دیگر محققین کے کلام میں جو یہ پایا جاتا ہے کہ اللہ کے آسمان میں ہونے کا مطلب علوِ شان اور علوِ مرتبہ ہے اس سے ذاتِ باری کے لیے مکان اور علوِ حسی کے ثبوت کے قائلین کو قطعاً خوشی نہیں ہونی چاہئے۔ بیہقیؒ نے اپنی اس کتاب میں متعدد مقامات پر اس بات کی صراحت کی ہے۔ لہذا جو حضرات امام بیہقیؒ اور دیگر علماء کا کلام علوِ حسی کے اثبات سے متعلق پیش کرتے ہیں وہ شدید غفلت کے شکار ہیں۔

### ابو حنیفہؒ، مالکؒ اور شافعیؒ کی جانب بے بنیاد عقائد کی نسبت

اسی طرح سے محدثین نے امام ابو حنیفہؒ کی جانب جو قول منسوب کیا ہے اس کی سند میں نعیم بن حمادؒ اور اس کے نانا ہیں۔ اور ان حضرات نے جو قول امام مالکؒ کی جانب منسوب کیا ہے اس کی سند میں عبد اللہ بن نافع بن الاصمؒ ہے، اور یہ شخص امام مالکؒ سے منکر روایتیں نقل کیا کرتا تھا۔ اور ان حضرات نے جو قول امام شافعیؒ کی جانب منسوب کیا ہے اس میں ابوالحسن ہکاریؒ، ابن کادشؒ، اور عثاریؒ ہیں، اور ناقدین کے یہاں ان



لوگوں کی حالت اچھی طرح سے معلوم ہے اگرچہ کچھ مغفلوں کو ان مخدوش راویوں کی روایات سے دھوکہ ہوا ہے، لہذا ائمہ فقہاء کی جانب یہ عقیدہ منسوب کرنا کہ خدا آسمان میں ہے قطعاً درست نہیں ہے۔

### امام المتکلمین والمناظرین ابو عبد اللہ حسین بن حسن حلیمی بخاریؒ

امام بیہقیؒ نے اپنی کتاب الأسماء والصفات میں امام المتکلمین والمناظرین ابو عبد اللہ حسین بن حسن حلیمی بخاریؒ سے کثرت سے روایت کی ہے۔ شیخ حلیمیؒ اپنے وقت میں ماوراء النہر میں امام الشافعیہ سمجھے جاتے تھے۔ آپ کی شخصیت علم اصول الدین (۱۳)

(۱۲) عام طور پر علماء اصول الدین کا اطلاق واستعمال علم توحید، علم عقیدہ، علم کلام اور فقہ اکبر کے معنی میں کرتے ہیں۔ اصول الدین: اسلام، ایمان، اور دین کے وہ اعتقادی اور بنیادی مسائل و مباحث ہیں جن پر قبول اعمال کا دار و مدار ہوتا ہے، اور جن کا جاننا ایک مومن کے لیے از حد ضروری اور ناگزیر ہوتا ہے۔ اسی معنی کو سامنے رکھتے ہوئے، امام المتکلمین ابو الحسن اشعریؒ ۳۲۹ھ نے اپنی کتاب الإبانۃ عن أصول الدیانۃ تصنیف فرمائی۔ اسی طرح سے، امام ابو منصور عبد القاہر بن طاہر تمیمی بغدادیؒ متوفی ۴۲۹ھ نے اپنی کتاب أصول الدین تصنیف کی۔ ان دونوں ہی کتابوں میں عقیدہ کے اہم اور معرکہ الآراء مباحث پر سیر حاصل کلام کیا گیا ہے۔ حاجی خلیفہؒ کشف الظنون ج ۲ ص ۱۵۰۳ میں اس فن کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: علم یقتدر بہ علی اثبات العقائد الدینیۃ بإیراد الحجج علیہا، ودفع الشبه عنها۔ (یعنی یہ ایک ایسا علم ہے جس میں مہارت حاصل کرنے کے بعد ایک شخص دلائل و براہین کی روشنی میں دینی عقائد ثابت کرنے کا اہل ہو جاتا ہے، اور اسی طرح سے اس کے ذریعہ اپنے عقائد سے شکوک و شبہات کے ازالہ کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔)



میں انتہائی قد آور شہر کی جاتی ہے۔ آپ نے قفال کبیر، اور اودنی وغیرہ سے اخذ علم کیا۔

شیخ حلیمی کی کتاب شعب الایمان تین جلدوں میں ہے۔ اس کتاب کا اصل نام المنہاج ہے۔ یہ کتاب علم کلام میں موصوف کے کمال مہارت کا جیتا جاگتا نمونہ ہے۔ اہل سنت والجماعت میں صرف موصوف ہی ایسے شخص تھے جو تجرید روح کے قائل تھے۔ آپ کی کتاب المنہاج کا مختصر دارالکتب المصریہ میں موجود ہے اور اصل کتاب آستانہ میں موجود ہے۔ شیخ حلیمی کی ولادت تین سو اڑتیس (۳۳۸ھ) میں اور وفات چار سو تین (۴۰۳ھ) میں ہوئی۔ آپ امام حاکم کے شیوخ میں تھے۔

### امام ابو سلیمان خطابی

اسی طرح سے بیہقی نے اس کتاب میں امام ابو سلیمان احمد بن ابراہیم خطابی سے کثرت سے روایت کی ہے۔ علوم شریعت میں امام خطابی کا مقام کس قدر بلند ہے اس کے لیے کسی دلیل و برہان کی ضرورت نہیں ہے۔ امام خطابی حدیث، فقہ، ادب اور غریب (۱۳) میں یکساں دستگاہ رکھتے تھے۔ اگر بخاری اور سنن ابوداؤد کی شرح کے علاوہ خطابی کا کوئی اور علمی کارنامہ نہ ہوتا، تو بھی یہ دونوں شرحیں علوم شریعت میں آپ کی کامل دستگاہ، اور غیر معمولی فہم و بصیرت کی غماز ہیں۔ ذہبی نے موصوف کا اپنی کتاب تذکرۃ الحفاظ میں ذکر کیا ہے۔ موصوف کی وفات تین سو اٹھاسی (۳۸۸ھ) میں ہوئی، اور

(۱۳) لفظ غریب کی تعریف اور اس کے صحیح مفہوم، اور اسی طرح سے اس فن کے ماہرین اور کتابوں کے بارے میں جامع معلومات کے لیے اس کتاب کے آخر میں دئے گئے تکرملہ کو ملاحظہ فرمائیں۔ حاشیہ کے طوالت کے خوف سے اس جگہ کے بجائے اسے کتاب کے آخر میں بطور تمرہ ذکر کیا گیا ہے۔



آپ کا شمار بھی حاکم کے شیوخ میں ہوتا ہے۔

### متکلم اسلام امام ابو بکر بن فورک

اسی طرح سے بیہقی متکلم اسلام، امام ابو بکر محمد بن الحسن بن فورک سے بھی کثرت سے اخذ کرتے ہیں۔ ابن فورک کی کتاب تاویل احادیث الصفات مشہور تصنیف ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر مصنف نے صرف ثابت شدہ احادیث پر اکتفا کیا ہوتا اور وہی تباہی قسم کی روایات سے تعرض نہ کیا ہوتا۔ ابن فورک نے کرامیہ مجسمہ پر اتنے تند حملے کئے کہ یہ لوگ آپ کے جانی دشمن بن گئے اور انجام کار ان لوگوں نے آپ کو زہر پلا دیا جس کے نتیجہ میں آپ چار سو چھ (۴۰۶ھ) میں شہید ہو گئے۔ ابن فورک کی عظمت کا انکار نہیں کیا جاسکتا اگرچہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ موصوف سے کچھ تسامحات بھی ہوئے ہیں۔

اسی طرح سے مصنف امام بیہقی الأسماء و الصفات میں امام اشعری کے شاگرد ابوالحسن علی بن محمد بن مہدی طبری کی کتاب سے بھی اخذ کرتے ہیں۔

اسی طرح سے بیہقی نے ابواسحاق ابراہیم بن محمد اسفرائینی متوفی ۴۱۸ھ، اور عبد القاہر بغدادی متوفی ۴۲۹ھ سے بھی اخذ کیا ہے۔ یہ دونوں ہی شخصیتیں جبال علم سمجھی جاتی ہیں۔ کتنا اچھا ہوتا اگر بیہقی نے ان دونوں سے اس کتاب میں مزید اخذ کیا ہوتا کیوں کہ یہ دونوں ہی شخصیتیں اصول الدین کے موضوع پر نہایت بلند رتبہ اور غیر معمولی اتھارٹی سمجھی جاتی ہیں۔

اس وقت اس سے زیادہ توسع اور تفصیل کی گنجائش نہیں ہے۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ



جنت الفردوس میں مصنف کا مقام بلند رکھے، ہم سب کی مغفرت کرے، اور ہم سب کو تعصب کے جذبات، اور نفس امارہ کے حملوں سے محفوظ رکھے، اور ہمیں ہر ایک کو اس کے شایان شان مقام پر رکھنے کی توفیق دے، اور راہِ راست پر چلائے، اور حسن خاتمہ کی دولت سے نوازے۔ آمین۔ امام بیہقیؒ کا ایک عمدہ کلام نقل کیا جاتا ہے:

من اعتز بالمولی فذاک جلیل ومن رام عزا من سواہ ذلیل  
ولو ان نفسی مذ براہا ملیکھا مضی عمرھا فی سجدة لقلیل  
احب مناجاة الحبيب باوجه ولكن لسان المذنبین کلیل

جو شخص اپنے پروردگار سے عزت کا طلبگار ہوگا، تو وہ واقعی عظیم الشان ہے۔ اور جو لوگ اپنے پروردگار کے علاوہ کسی اور سے عزت کے خواستگار ہوں گے، انہیں ذلت کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔

جب سے مجھے میرے خالق نے پیدا کیا ہے اس وقت سے لے کر آج تک اگر میری زندگی ایک سجدے میں گذر جائے، اس کے باوجود یہ کم ہے  
میں اپنے محبوب سے مختلف طریقوں سے سرگوشی کرنا چاہتا ہوں؛ لیکن کیا کیا جائے  
میں قصور وار ہوں اور قصور واروں کی زبان پر تالا لگ جاتا ہے۔

۱۵ صفر ۱۳۵۸ھ

محمد زاہد الکوثری



## غریب الحدیث پر ایک نظر

محمد انوار خان قاسمی بستوی

علم لغت میں غریب کا اطلاق ان الفاظ پر کیا جاتا ہے جن میں غموض اور خفا پایا جائے۔ غریب الحدیث متن حدیث کے وہ پیچیدہ الفاظ ہیں جن کے معانی میں قلت استعمال کی وجہ سے خفا پایا جاتا ہے، اور اس کی وجہ سے یہ الفاظ مشکل الفہم ہو جاتے ہیں۔ امام نوویؒ غریب الحدیث کی تعریف کرتے ہوئے التقرب والتیسیر لمعرفة سنن البشیر ص ۸۷ پر فرماتے ہیں: هو ما وقع في متن الحديث من لفظة غامضة بعيدة من الفهم لقلّة استعمالها۔ (غریب الحدیث متن حدیث کا وہ غامض لفظ ہے جو قلت استعمال کی وجہ سے بعید عن الفہم ہو۔) حافظ ابن الصلاحؒ مقمّۃ ابن الصلاح میں ص ۲۷۲ پر اس کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: هو عبارة عما وقع في متون الأحاديث من الألفاظ الغامضة البعيدة من الفهم لقلّة استعمالها۔ (غریب الحدیث متون احادیث کے ان مغلط الفاظ کا نام ہے جو قلت استعمال کی وجہ سے بعید عن الفہم ہوں۔) امام الادباء والناقدین علامہ زمخشريؒ الفائق فی غریب الحدیث ص ۱۲ پر اپنے بلیغ اور اچھوتے اسلوب میں فرماتے ہیں: كشف ما غرب من ألفاظه واستبهم، وبیان ما اعتلص من أغراضه واستعجم (اس فن کا موضوع حدیث کے پیچیدہ اور مبہم الفاظ کی توضیح، اور اس کے مغلط اور دشوار معانی کی تشریح ہے۔) حافظ سخاویؒ فتح المغیث بشرح ألفیۃ الحدیث ج ۳ ص ۴۱۲ پر فرماتے ہیں: ما يخفى معناه من المتون لقلّة استعماله ودورانه، بحيث یبعد فهمه، ولا یظهر إلا بالتقیر عنه من كتب اللغة



(غریب الحدیث متون حدیث کے وہ مفردات ہیں جن کے معانی قلت استعمال اور قلت تداول کی وجہ سے مخفی ہوں، یہاں تک کہ ان کا سمجھنا مشکل ہو جائے، اور ان کے معانی لغت کی کتابوں کی چھان بین کے بعد ہی معلوم کئے جاسکیں۔)

غریب الحدیث کو علم حدیث کے متعلقہ علوم میں بڑی اہمیت حاصل ہے؛ کیوں کہ اس کے ذریعہ معانی حدیث کو سمجھا جاتا ہے، اور پھر اسی کے مطابق اس پر حکم شرعی مرتب ہوتا ہے، اور اسی بنیاد پر احکام کا استنباط کیا جاتا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ امام عزالدین ابن عبدالسلامؒ نے اپنی کتاب قواعد الأحکام فی إصلاح الأنام ج ۲ ص ۳۳۷ پر اس فن کے سیکھنے کو واجب قرار دیا ہے۔ آپ بدعت کی پانچ اقسام ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: أَحْذَهَا: الْإِسْتِغَالُ بِعِلْمِ النَّحْوِ الَّذِي يُفْهَمُ بِهِ كَلَامُ اللَّهِ وَكَلَامُ رَسُولِهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -، وَذَلِكَ وَاجِبٌ لِأَنَّ حِفْظَ الشَّرِيعَةِ وَاجِبٌ وَلَا يَتَأْتَى حِفْظُهَا إِلَّا بِمَعْرِفَةِ ذَلِكَ، وَمَا لَا يَتِمُّ الْوَاجِبُ إِلَّا بِهِ فَهُوَ وَاجِبٌ. الْمِثَالُ الثَّانِي: حِفْظُ غَرِيبِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ مِنَ اللَّغَةِ. (علم نحو سیکھنا جس کے ذریعہ خدا اور اس کے رسول کے کلام کو سمجھا جاسکے واجب ہے، کیوں کہ شریعت کی حفاظت واجب ہے اور شریعت کی حفاظت اسی علم ہی سے ممکن ہے، اور جس چیز کے حصول کے بغیر کسی واجب کو ادا نہ کیا جاسکے تو پھر اس چیز کا حصول واجب ہو جاتا ہے۔ اس کی دوسری مثال قرآن و سنت کے غریب الفاظ کو یاد کرنا ہے۔)

غریب الحدیث کے موضوع پر سب سے پہلی کتاب ابو عبیدہ معمر بن المثنیٰؒ ۲۰۹-۱۱۰ھ کے ذریعہ لکھی گئی۔ ابو عبیدہؒ کی یہ کتاب ایک مختصر کتابچہ کی شکل میں تھی، اور اس میں بہت سے الفاظ شامل نہیں کئے گئے تھے۔ یہ کتاب مختصر اس لیے تھی کیوں کہ اس زمانہ کے علماء اور طلبہ غریب الحدیث کے بارے میں اچھی معلومات رکھتے تھے، اور متاخرین



کی طرح اُس دور میں علم لغت کے تئیں کم علمی نہیں پائی جاتی تھی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ہر فن پر لکھی گئی سب سے پہلی کتاب مختصر ہی ہوتی ہے، بعد میں جب متعدد دماغ کسی ایک فن میں لگتے ہیں تو پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اس فن کے نوک پلک درست ہو جاتے ہیں، اور وہ ایک مکمل طور پر ترقی یافتہ فن کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اس کے بعد امام ابوالحسن نصر بن شکیل مازنیؒ ۱۳۲-۲۰۳ھ نے ابو عبیدہ کی بنسبت ایک بڑی کتاب تصنیف فرمائی، اگرچہ یہ کتاب بھی مختصر ہی تھی۔ اس کے بعد امام اصمعی عبد الملک بن قریبؒ کا ۲۱۶-۱۲۲ھ کا دور آیا۔ اصمعیؒ کو علم لغت کے کبار ائمہ میں گردانا جاتا ہے۔ موصوف نے اس موضوع پر ایک شاندار کتاب تصنیف کی۔ اسی طرح سے علامہ قطربؒ نے بھی اس موضوع پر کچھ لکھا۔ اس کے بعد امام ابو عبیدہ قاسم بن سلامؒ ۱۵۷-۲۲۴ھ کا دور آیا۔ ابو عبیدہؒ کا شمار کبار مجتہدین میں ہوتا ہے۔ حدیث، ادب، فقہ اور لغت میں آپ یدِ طولی رکھتے تھے۔ اس کتاب کی تصنیف بتدریج چالیس سال میں عمل میں آئی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کتاب نے اکثر غریب الفاظ کا احاطہ کر لیا، اور امام ابو عبیدہؒ نے اس میں احادیث و آثار، اور اس سے متعلق لطیف علمی فولد و نکات کا کثرت سے ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد امام ابو محمد عبد اللہ بن مسلم قتیبہ دینوریؒ ۲۷۶-۲۱۳ھ کا زمانہ آیا، اور موصوف نے اپنی مشہور کتاب تصنیف فرمائی۔ اس کتاب میں ابن قتیبہؒ نے ابو عبیدہؒ کے منہج کو سامنے رکھا، اور ابو عبیدہؒ سے جو چیزیں چھوٹ گئی تھیں صرف انھیں کو اس میں شامل کیا گیا۔ اس طرح سے متعدد کبار ائمہ جیسے مبرد، ثعلب، محمد بن القاسم انباری، سلمہ بن عاصم نحوی، محمد بن حبیب بغدادی، عبد الملک بن حبیب مالکی وغیرہ بے شمار علماء نحو و لغت، اور ائمہ فقہ و حدیث نے اس موضوع کو اپنی علمی کاوش کا موضوع بنایا۔ اس کے بعد امام خطابیؒ متوفی ۷۸۷ھ کا دور آیا، اور موصوف نے غریب الحدیث کے



موضوع پر اپنی مشہور تصنیف رقم کی۔ اس کتاب میں خطابیؒ نے ابو عبیدؒ اور ابن قتیبہؒ کے منہج ہی کو سامنے رکھا، اور خصوصی طور پر ان کلمات کی جانب توجہ دی جو ان دونوں حضرات کی کتابوں میں موجود نہ تھے۔

ابو عبیدؒ، ابن قتیبہؒ اور خطابیؒ کی کتابوں کو اس موضوع پر اہمات الکتاب سمجھا جاتا ہے، اور عالم اسلام میں ان کتابوں پر ہمیشہ علماء کا اعتماد رہا ہے؛ لیکن ان کتابوں کی ترتیب پیچیدہ ہونے کی وجہ ان سے استفادہ آسان نہیں تھا۔ کسی لفظ کو بڑی تلاش اور کافی جستجو کے بعد ہی پانا ممکن تھا۔ اس لیے امام ابو عبید احمد بن محمد بن عبد الرحمن بانشانی ہرویؒ متوفی ۴۰۱ھ نے غریب الحدیث کے موضوع پر اپنی مشہور تصنیف لکھی جس میں قرآن اور حدیث دونوں ہی کے غریب کلمات کو جمع کیا گیا، اور اس کتاب کو حروف معجم کے مطابق مرتب کیا گیا جس کی بنا پر کسی بھی لفظ کو بڑی آسانی سے تلاش کیا جاسکتا ہے۔ اس کے بعد امام الادباء والمفسرین، قدوة اللغویین والنحویین امام ابوالقاسم جلال اللہ زکشریؒ متوفی ۵۳۸ھ کا دور آیا اور موصوف نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف الفائق فی غریب الحدیث رقم کی۔

اس کے بعد ابو بکر محمد بن ابی بکر مدینی اصفہانیؒ متوفی ۵۸۱ھ نے ہرویؒ کے انداز پر ان غریب القرآن اور غریب الحدیث کو جمع کیا جو ان سے چھوٹ گئی تھیں، اور اس کتاب کو ہرویؒ ہی کی ترتیب کے مطابق رکھا۔ اسی طرح سے امام ابوالفرج ابن الجوزیؒ نے ہرویؒ کے منہج پر اپنی کتاب لکھی؛ لیکن اس میں غریب القرآن کا ذکر نہیں کیا۔ اس کے بعد امام ابن الاثیر مجد الدین مہدک بن محمد بن محمد شیبانیؒ کا دور آیا اور موصوف نے اپنی عظیم الشان کتاب النہایۃ فی غریب الحدیث والاثار تصنیف کی۔ اس ڈکشنری کو حروف معجم کے انداز پر مرتب کیا گیا۔ اس کتاب کو آج غریب الحدیث کے موضوع پر



سب سے اہم مرجع مانا جاتا ہے۔

اس کے بعد علامہ محمد طاہر ٹپٹیؒ نے اپنی انتہائی عظیم الشان معجم موسوم بمجمع بحار الأنوار فی غرائب التنزیل ولطائف الأخبار تصنیف فرمائی۔ یہ اس موضوع پر جامع ترین تصنیف گردانی جاتی ہے۔ مورخ الہند، علامہ عبدالحی حسنیؒ کتاب اور صاحب کتاب دونوں کے بارے میں نزہۃ الخواطر وبہجۃ المسامع والنواظر ج ۳ ص ۴۱۰ پر فرماتے ہیں: وله مصنفات جلیلة ممتعة أشهرها وأحسنها کتابہ مجمع بحار الأنوار فی غرائب التنزیل ولطائف الأخبار فی مجلدين کبیرین، جمع فیہ کل غریب الحدیث وما ألف فیہ، فجاء كالشرح للصحاح الستة، وهو کتاب متفق علی قبولہ بین اهل العلم منذ ظهر فی الوجود، وله منة عظيمة بذلك العمل علی اهل العلم (موصوف متعدد عظیم الشان اور نافع کتابوں کے مصنف ہیں، جن میں سب سے زیادہ مشہور اور عمدہ آپ کی کتاب مجمع بحار الأنوار فی غرائب التنزیل ولطائف الأخبار ہے جو دو ضخیم جلدوں میں ہے۔ مصنف نے غریب الحدیث کی تمام کتابوں کو اس میں جمع کر دیا ہے۔ گویا کہ یہ کتاب صحاح ستہ کی شرح ہے اور جب سے یہ کتاب منصف شہود پر آئی ہے، اس وقت سے آج تک اس کی مقبولیت پر تمام اہل علم کا اتفاق رہا ہے۔ اس کا نامہ کے ذریعہ موصوف نے اہل علم پر احسان عظیم کیا ہے۔)

یہ کتاب مطبوع اور متداول ہے اور علم حدیث سے اشتغال رکھنے والے حضرات کے لیے ایک ناگزیر اور نہایت مفید تصنیف ہے۔ اس کتاب کے ایک نسخہ پر محدث الہند، علامہ حبیب الرحمن اعظمیؒ کی تحقیقات اور قیمتی حواشی بھی ہیں جو بیروت سے طبع بھی ہو چکا ہے۔



## فهرست مراجع

- الاسماء والصفات للإمام الحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين بن علي البيهقي (ت 458هـ) طبعة المكتبة الأزهرية للتراث بتقديم وتعليق الإمام الفقيه المحدث محمد زاهد بن الحسن الكوثري وكيل المشيخة الإسلامية في الخلافة العثمانية
- تاريخ مدينة السلام (تاريخ بغداد) وذيله والمستفاد، المؤلف: أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي أبو بكر - ابن النجار المحقق: بشار عواد معروف، الناشر: دار الغرب الإسلامي سنة النشر: 1422 - 2001
- ثانيب الخطيب على ما ساقه في ترجمة أبي حنيفة من الأكاذيب تأليف الإمام الفقيه المحدث محمد زاهد بن الحسن الكوثري وكيل المشيخة الإسلامية في الخلافة العثمانية
- تذكرة الحفاظ للإمام الحافظ شمس الدين، محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي (748 هـ)، المحقق: عبد الرحمن بن يحيى المعلمي، الناشر: دائرة المعارف العثمانية، تصوير دار الكتب العلمية
- تفسير الطبري = جامع البيان عن تأويل أي القرآن للإمام محمد بن جرير الطبري (المتوفى: 310هـ) بتحقيق الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي الناشر: دار هجر للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان الطبعة: الأولى، 1422 هـ - 2001 م
- التقريب والتيسير لمعرفة سنن البشير النذير للإمام محي الدين بن شرف النووي المحقق: محمد عثمان الخشت، الناشر: دار الكتاب العربي، سنة النشر: 1405 - 1985
- تهذيب الكمال في أسماء الرجال للإمام الحافظ جمال الدين أبو



الحجاج يوسف المزي المحقق: بشار عواد معروف، الناشر:  
مؤسسة الرسالة

○ سير أعلام النبلاء للإمام الحافظ شمس الدين، محمد بن أحمد  
بن عثمان الذهبي (748 هـ) الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة  
الحادية عشر 1417 هـ - 1996 م أشرف على التحقيق:  
الشيخ / شعيب الأرناؤوط

○ طبقات الشافعية لإسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي.  
تحقيق: عبد الحفيظ منصور، الناشر: دار المدار الإسلامي، سنة  
النشر: 2004

○ طبقات الشافعية الكبرى المؤلف: تاج الدين عبد الوهاب بن تقي  
الدين السبكي (المتوفى: 771 هـ) المحقق: د. محمود محمد  
نطناحي د. عبد الفتاح محمد الحلو الناشر: هجر للطباعة  
والنشر والتوزيع

○ العلو للعلي الغفار للإمام الحافظ شمس الدين، محمد بن أحمد بن  
عثمان الذهبي (748 هـ) تعليق: حسن بن علي السقاف،  
الناشر: دار الإمام الرواس

○ عمدة القاري شرح صحيح البخاري للإمام بدر الدين أبي محمد  
محمود بن أحمد العيني، تحقيق عبد الله محمود محمد عمر، دار  
الكتب العلمية

○ الفائق في غريب الحديث للإمام جار الله محمود بن عمر  
الزمخشري (ت 538). - تحقيق: علي محمد البجاوي، محمد أبو  
الفضل إبراهيم. - دار الفكر، 1414 هـ - 1993 م

○ فتح المغيـث بشرح ألفية الحديث، للإمام محمد بن عبد الرحمن  
السخاوي شمس الدين، المحقق: عبد الكريم بن عبد الله بن عبد  
الرحمن الخضير - محمد بن عبد الله بن فهد آل فهد، الناشر:  
دار المناهج، سنة النشر: 1426

○ القواعد الكبرى الموسوم بـ : قواعد الأحكام في إصلاح الأنام،  
للإمام العز بن عبد السلام تحقيق : نزيه كمال حماد - عثمان



جمعة ضميرية، دار القلم، الطبعة الأولى 1421 هـ - 2000 م

○ كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون للعلامة المؤرخ حاجي خليفة، المحقق: محمد شرف الدين بالتقاي، الناشر: دار إحياء التراث العربي

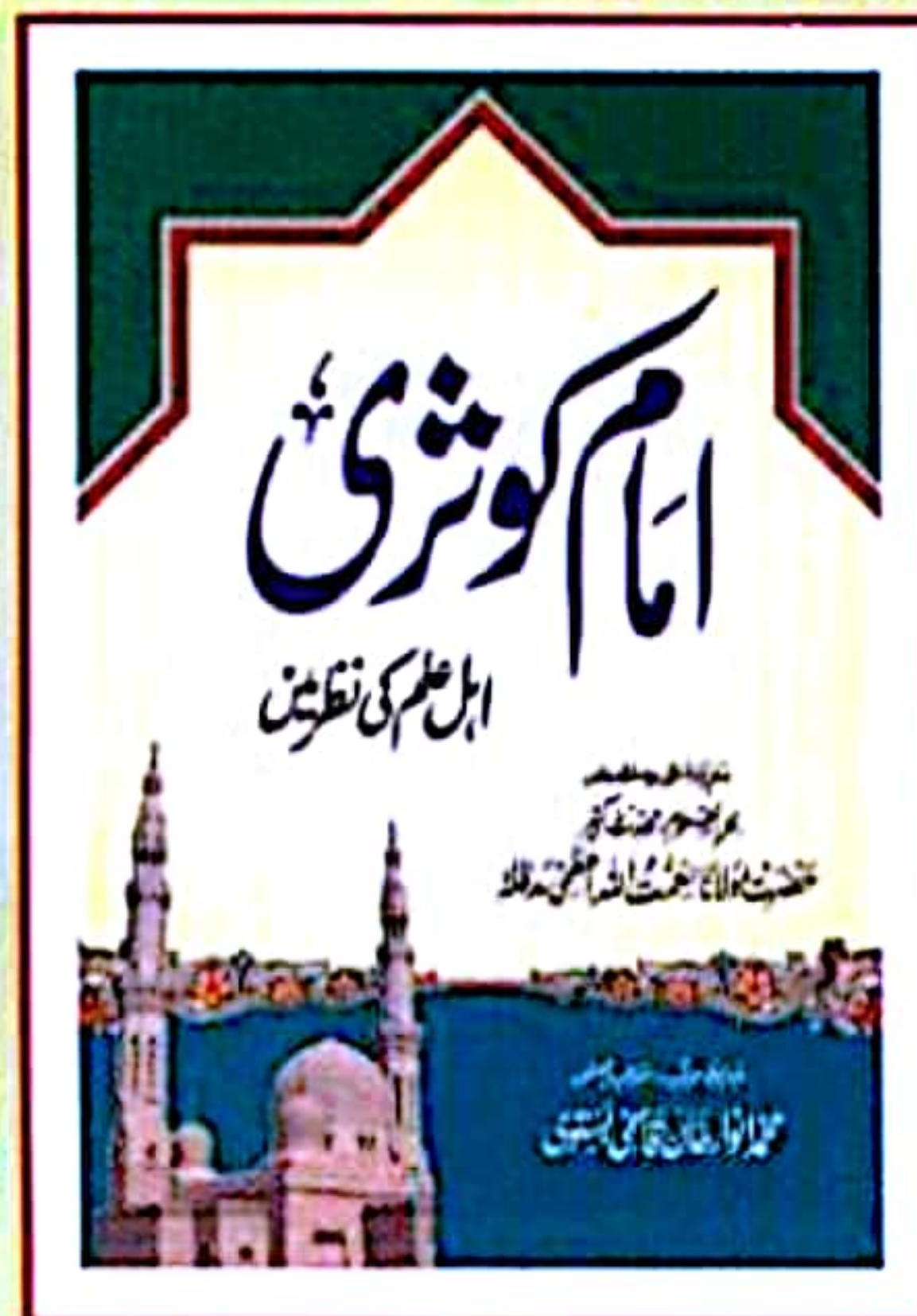
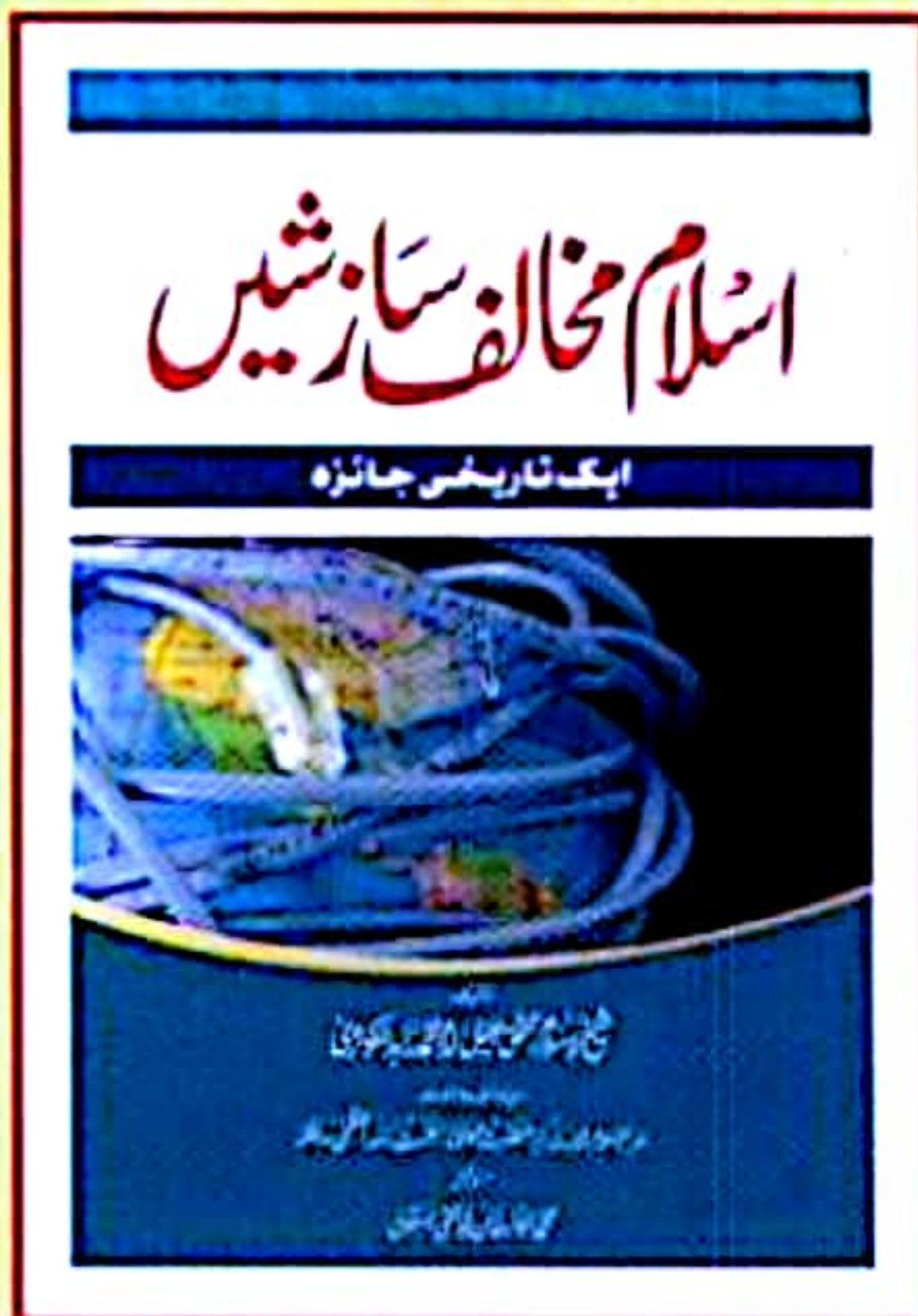
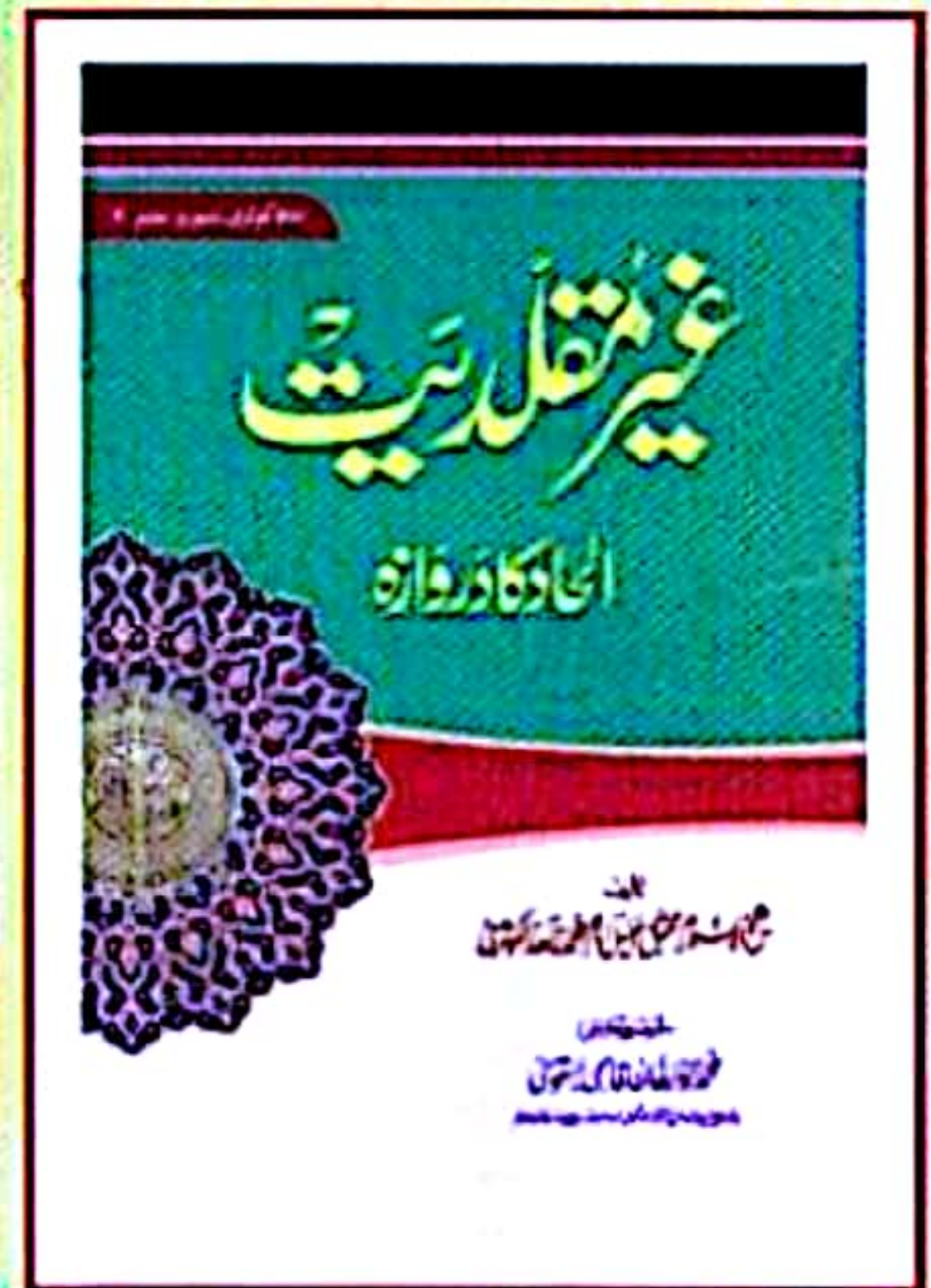
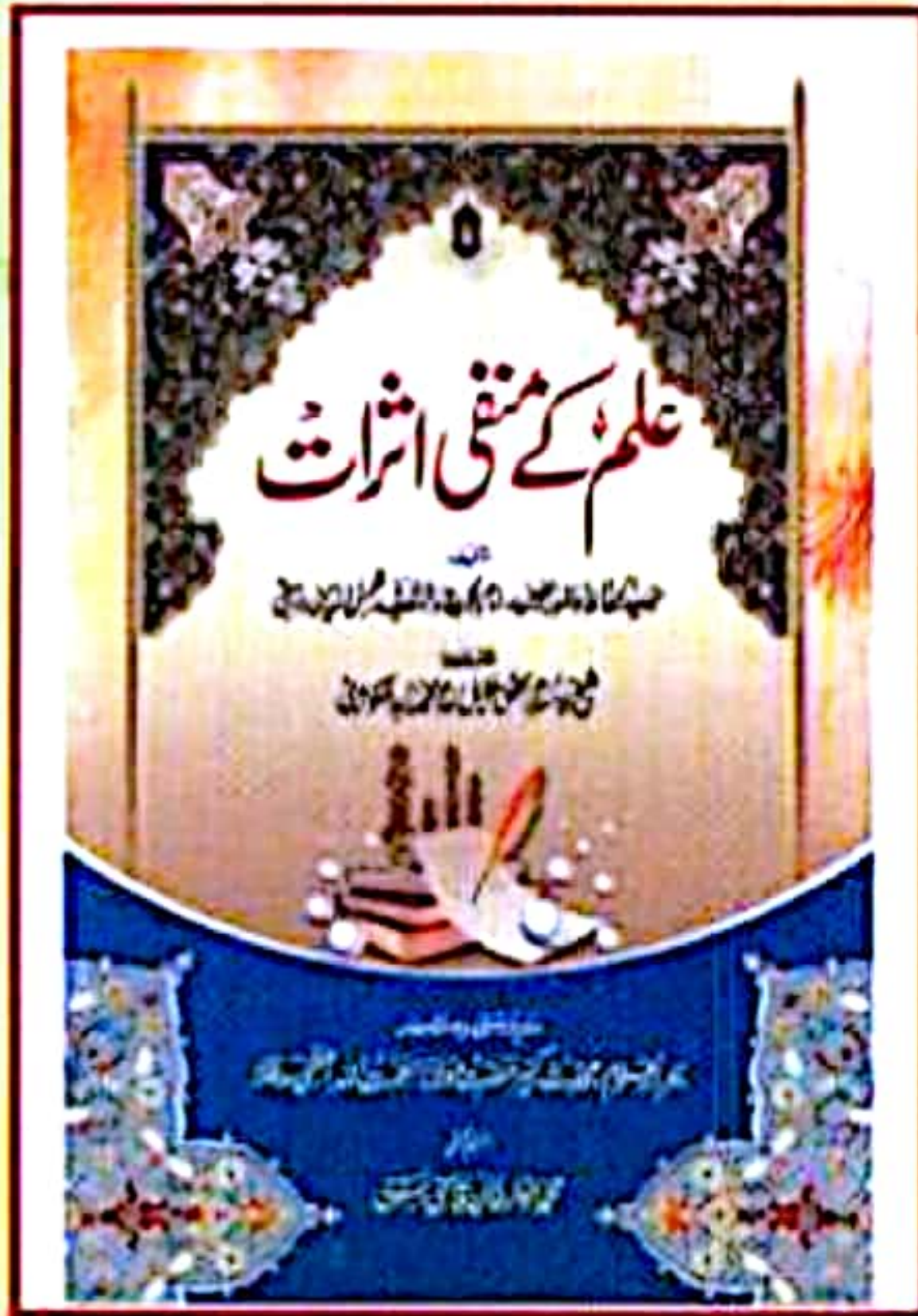
○ معرفة أنواع علوم الحديث (مقدمة ابن الصلاح)، المؤلف: عثمان بن عبد الرحمن تقي الدين ابن الصلاح أبو عمرو، المحقق: نور الدين عتر سنة النشر: 1406 - 1986

○ ميزان الاعتدال للإمام الحافظ شمس الدين، محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي (748 هـ) طبعة مؤسسة الرسالة

○ نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر أو الإعلام بمن في تاريخ الهند من الأعلام، لمؤرخ الهند الكبير العلامة عبد الحي بن فخر الدين الحسيني، أمين ندوة العلماء العلم بلكنهؤ - الهند - سابقا المتوفي

1341 هـ الناشر: دار ابن حزم، سنة النشر: 1420 - 1999





Published by

**Islamic Research and Education Trust**

Shahre Tayyib, Behind Eidgah, Qasimpura Road  
Deoband, Saharanpur, UP, India, Pin: 247554

Website: [www.deobandcenter.com](http://www.deobandcenter.com), Email: [deobandcenter@gmail.com](mailto:deobandcenter@gmail.com)

Cell: +91 888 111 5518

In association with

**Maktaba Sautul Qurāan**

Madani Market, Near Darul Uloom, Deoband, 247554

01336-223460, 9358911053

Email: [faizulhasanazmi@gmail.com](mailto:faizulhasanazmi@gmail.com)